جلد ۱۱ شمارہ ۸ اگست ۱۹۹۹ء ربیع الثانی ۱۴۲۰ھ

فہرست

اس شمارے میں

اس شمارے میں	محمد بلال	۲

شذرات

سوے حرم	محمد بلال	۳

قرآنیات

البیان: البقرہ ۲: ۴۷-۵۳ (۱۰)	جاوید احمد غامدی	۹

معارف نبوی

قبولِ اسلام اور مغفرت	طالب محسن	۱۳
فتنوں سے بچنے کی دعا	ساجد حمید	۱۹

دین و دانش

اصول و مبادی (۱۴)	جاوید احمد غامدی	۲۲
قانونِ دعوت (۵)	جاوید احمد غامدی	۴۷
باغ یا باغات؟	معز امجد / محمد بلال	۵۰

یسئلون

شوہر کا مارنے کا اختیار	معز امجد / محمد رفیع مفتی	۵۶

تبصرۂ کتب

''مولانا غلام رسول مہر اور پاکستان اسکیم''	عبدالحی عابد	۶۵

ادبیات

سزاے موت (افسانہ)	محمد بلال	۶۸
حمد ربِّ ذوالجلال	ضیاءالدین نعیم	۷۰
غزل	جاوید احمد غامدی	۷۱

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

اس شمارے میں

ایک نوجوان دین کی طرف راغب ہوا۔ پھر ایک مذہبی فکر سے متاثر ہوا۔ اس کے بعد اس نے اپنی قریبی مسجد کے مولوی صاحب کو بغور سنا تو انھیں شرک اور بدعات کا مبلغ پایا۔

ایک دن نماز کے بعد مولوی صاحب اور ان کے عقیدت مند کچھ بزرگ جو مسجد کی انتظامیہ کے اہم ارکان تھے، مسجد کے اندر بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ نوجوان احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے مشن کی تکمیل کے لیے مولوی صاحب کے سامنے بیٹھ گیا۔ اس نے ''گفتگو'' کا آغاز ہی اختلافی مسائل سے کیا۔ حتیٰ کہ ایسے نازک اختلافی مسائل جن کے ساتھ مولوی صاحب کے جذبات وابستہ تھے، اس نے وہ بھی چھیڑ دیے۔ چند لمحوں کے بعد مولوی صاحب کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ آواز بلند ہو گئی۔ قریب پڑا ایک ڈنڈا مولوی صاحب نے ہاتھ میں پکڑا اور نوجوان کو مارنے کے لیے ہوا میں لہرایا۔ وہاں بیٹھے لوگ فوراً اٹھے۔ مولوی صاحب کو روکا اور نوجوان کو مسجد سے ''چلے جانے'' کے لیے کہا۔

اس واقعہ میں بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب قصوروار تھے۔ لیکن اس شمارے میں ''دین و دانش'' کے ذیل میں جاوید احمد صاحب غامدی کی تحریر ''قانونِ دعوت'' کی روشنی میں اس واقعہ کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہو گا کہ صورتِ حال اس کے برعکس تھی۔ قصوروار درحقیقت نوجوان ہی تھا۔

''التزامِ جماعت'' کے بارے میں ہمارے نقطۂ نظر پر مولانا وصی مظہر صاحب ندوی نے اعتراضات کیے تھے۔ ''اشراق'' جون ۱۹۹۹ میں معز امجد صاحب نے ان اعتراضات کا جواب لکھا۔ ندوی صاحب نے اس جواب کے جواب میں ایک تحریر لکھ کر ہمیں ارسال کی ہے۔ ان شاء اللہ اگلے شمارے میں ندوی صاحب کی یہ تازہ تحریر شائع کر دی جائے گی۔

اس کے علاوہ ''شذرات''، ''قرآنیات''، ''معارفِ نبوی''، ''مناجات''، ''یسئلون''، ''تبصرۂ کتب'' اور ''ادبیات'' کے سلسلے موجود ہیں۔

——— محمد بلال

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

سوے حرم

اکیلے بیٹھے علامہ اقبال زار و قطار رو رہے تھے۔ ان کے دوست فقیر سید نجم الدین وہاں آئے۔ علامہ کو اس حال میں دیکھا تو بولے: خیر باشد! گھر میں تو سب لوگ بخیر و عافیت ہیں؟ علامہ بولے: ہاں سب بخیریت ہیں۔ انھوں نے پوچھا: پھر آپ اس طرح کیوں رو رہے ہیں۔ علامہ نے جواب دینے کے بجائے ایک خط ان کی طرف بڑھا دیا جو لندن سے اسی دن ان کے نام آیا تھا۔ یہ خط انگلستان کے ایک نکلسن نامی پروفیسر کی طرف سے تھا جو کیمبرج یونیورسٹی میں معلمِ شرقیات تھے۔ خط میں پروفیسر نکلسن نے علامہ سے ان کی ایک فارسی کی کتاب کا ترجمہ کرنے کی اجازت مانگی تھی۔ دوست نے تعجب سے کہا: اس خط میں ایسی کون سی بات ہے کہ تم نے یوں رونا شروع کر دیا؟ تمھیں تو خوش ہونا چاہیے کہ دوسرے ملکوں کے اہلِ علم تمھارے کلام کو قدر کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور یورپ کے لوگوں کو بھی اس سے آشنا کرنا چاہتے ہیں۔ علامہ صاحب جو اس وقت مسلسل سر جھکائے بیٹھے تھے انھوں نے سر اٹھا کر اپنے دوست کی طرف دیکھا اور کہنے لگے: مجھے اس بات پر رونا آگیا کہ جس قوم کے دل میں احساسِ خودی پیدا کرنے کے لیے میں نے یہ کتاب لکھی تھی وہ نہ تو پوری طرح اس کا مطلب سمجھ سکتی ہے اور نہ اس کی قدر کر سکتی ہے، دوسری طرف ولایت والوں کا یہ حال ہے کہ وہ میرے پیغام کو اپنے ملک کے لوگوں تک پہنچانا چاہتے ہیں، حالانکہ یہ کتاب میں نے ان کے لیے نہیں لکھی۔

بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک بات بظاہر بہت اچھی لگتی ہے لیکن اس پر ذرا گہرائی کے ساتھ غور کیا جائے تو اس کی تہ میں ایک دردانگیز مطلب بھی موجود ہوتا ہے۔ علامہ اقبال کی آنکھوں سے آنسو جو جاری ہوئے اس کی وجہ وہی دردانگیز مطلب تھا جس تک ان کی فکرِ رسا پہنچ چکی تھی۔

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website) please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

۲۴ جون ۱۹۹۹ کے روزنامہ ''جنگ'' میں ''ہم تمھارے ساتھ ہیں'' کے عنوان سے جاوید چودھری صاحب کا ایک کالم چھپا۔ اس کالم میں انھوں نے برطانیہ کی سابق وزیر اعظم مارگریٹ تھیچر کی ایک کتاب میں سے کچھ اقتباسات نقل کیے ہیں۔ مثال کے طور پر اس ضمن میں جاوید صاحب نے لکھا:

''وزیرِاعظم کے آفس کے اوپر اس کے لیے ایک چھوٹا سا فلیٹ تھا جس تک پہنچنے کے لیے کوئی لفٹ نہیں تھی لہٰذا اسے آنے جانے کے لیے سیڑھیاں استعمال کرنا پڑتی تھیں۔ کچھ تو فلیٹ چھوٹا تھا اور کچھ تھیچر کے پاس صفائی کے لیے وقت نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ بے ترتیبی اور گندگی کے باعث فلیٹ مزید مختصر دکھائی دیتا تھا۔ تھیچر کو عام حالات میں تو اس فلیٹ میں کوئی پریشانی نہیں ہوتی تھی لیکن جب کوئی مہمان آجاتا تو اسے فرش پر بکھرے اخبارات، شاپنگ بیگ، فائلیں اور کاغذات سمیٹتے ہوئے بڑی خفت اٹھانا پڑتی۔ مارگریٹ تھیچر اور ان کا خاوند اس وزیرِاعظم ہاؤس میں اکیلے رہتے تھے۔ نوکر کوئی تھا نہیں لہٰذا سارا کام دونوں کو خود کرنا پڑتا تھا۔ دوپہر کو جب اسے بھوک لگتی تو وہ بھاگتی ہوئی اوپر آتی، لنچ تیار کرتی اور کھا کر نیچے آجاتی..... ۱۰ ڈاؤننگ اسٹریٹ کے ستر اسی ملازمین میں چند ڈپٹی کلرک، کچھ پریس آفیسر، گارڈن رومز گرلز، پارلیمینٹیرین سیکشن کے کچھ لوگ، خطوط کی سمریاں بنانے والے آفیسرز، چرچ کے معاملات دیکھنے والے لوگ، پولیٹیکل آفیسرز، پالیسی یونٹ کے افراد اور قاصد (چپڑاسی) شامل تھے۔..... تھیچر کے خیال میں اتنے تھوڑے لوگوں کے ساتھ اتنے بڑے برطانیہ اور سات براعظموں پر پھیلی دولتِ مشترکہ کا نظام چلانا بہت مشکل کام تھا۔ وہ بڑی حسرت سے لکھتی ہے کہ وائٹ ہاس میں یہ کام چار سو اور جرمن چانسلری میں پانچ سو آفیسرز انجام دیتے ہیں لیکن ہمیں صرف ستر اسی افراد ہی سے یہ سارا کام لینا پڑتا ہے..... تھیچر برسوں وزیرِاعظم کے عہدے پر متمکن رہی، لیکن اس کے باوجود ۸۰ ملازمین کو ۸۱ نہیں کر سکی۔ ان کی تنخواہوں میں اپنی مرضی سے اضافہ نہیں کر سکی۔ ۱۰ ڈاؤننگ اسٹریٹ کا بجٹ نہیں بڑھا سکی۔ اسے بھی وہی کیک اور پیسٹریاں کھانا پڑیں جو چرچل کھاتا تھا یا اس سے پہلے کے وزراے اعظم کو دی جاتی تھیں۔ وہ بھی اسی فلیٹ میں رہی جس میں اب ٹونی بلیئر رہتا ہے۔ اسے بھی اپنے کپڑے، اپنے برتن اسی طرح دھونے پڑتے ہیں جس طرح لارڈ اٹیلی دھوتا تھا۔ اسے اس نظام نے ایک بھی اضافی سانس نہیں لینے دی۔ اسے اپنی مرضی سے رونے دیا اور نہ سونے، لیکن اس کے مقابلے میں ہماری خوش قسمتی ملاحظہ فرمائیے اور یہ دیکھیے ہم گریٹ برٹن سے کتنی بڑی سلطنت ہیں۔ ہمارے صاحبانِ اقتدار کے اختیارات کی حدود کس قدر وسیع ہیں کہ ہم نے اس بجٹ میں، جی ہاں قومی بجٹ ۲۰۰۰-۱۹۹۹ میں بھی اپنے وزیرِاعظم ہاؤس کے بجٹ میں ایک کروڑ ۲۵ لاکھ روپے کا اضافہ کر دیا اور وزیرِاعظم ہاؤس جس کے اخراجات

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net

میں ۵ کروڑ ۵۸ لاکھ روپے کی بچت کا تخمینہ لگایا گیا تھا!''

وطنِ عزیز سے محبت رکھنے والے، عدل و انصاف کی حسِ بیدار رکھنے والے، کچھ سوچنے اور کچھ سمجھنے والے ہر شخص کو یہ کالم اچھا لگے گا۔ میں نے بھی جب یہ کالم پڑھا تو مجھے بھی یہ اچھا لگا کہ ایک غریب اور مقروض ملک کے شاہانہ مزاج رکھنے والے حکمرانوں کو بڑے اچھے انداز سے شرم دلائی گئی ہے۔ لیکن کالم ختم کرنے کے بعد دوسرے ہی لمحے اس کا دردانگیز پہلو سامنے آگیا۔

اصل میں اس دوسرے لمحے میں میرے ذہن کے پردے پر اسلام کی ابتدائی تاریخ کے بہت سے منظر ابھر آئے تھے۔ کچھ منظر آپ بھی دیکھیے۔ یثرب کی ریاست ہے۔ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہاں کے حکمران ہیں۔ مسجدِ نبوی سے متصل دو مکان اس حکمران کی ازواج کے لیے بنائے گئے ہیں۔ (اس وقت حضرت سودہ اور حضرت عائشہ ہی آپ کے عقدِ نکاح میں ہیں) یہ مکانات کچی اینٹوں کے ہیں۔ مکانات چھ چھ سات سات ہاتھ چوڑے اور دس دس ہاتھ لمبے ہیں۔ چھت اتنی اونچی ہے کہ آدمی کھڑا ہو کر چھت کو چھو لیتا ہے۔

یہ حکمران اپنی پوشاک خود دھوتا، پیوند لگانا ہو تو اپنے ہاتھ سے رفو کرتا اور خادم کے ساتھ ایک برتن میں کھانا کھاتا ہے۔

ایک دفعہ ایک فاقہ زدہ شخص اس حکمران کے گھر آتا ہے اور پکارتا ہے کہ میں سخت بھوکا ہوں۔ حکمران اپنے گھر والوں سے دریافت کرتا ہے کچھ کھانے کو ہے؟ جواب آتا ہے: صرف پانی۔

اس حکمران کے گھر کسی شے کا ذخیرہ نہیں کیا جاتا۔ دو دو مہینے گھر میں آگ نہیں جلتی۔ آئے دن فاقے ہوتے ہیں۔ متواتر دو روز تک جو کی روٹی بھی دستر خوان پر نہیں آتی۔ عام غذا میں کھجوریں ہوتی ہیں اور تکلف کے موقع پر ستو۔

ایک روز حضرت عمر مدینہ کے حکمران کے گھر آتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ وہ کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی چارپائی پر لیٹا ہوا ہے۔ پتوں کے نشان اس کے جسم پر پڑ گئے ہیں۔ ادھر ادھر نظر اٹھا کر دیکھا۔ ایک طرف مٹھی بھر جو پڑے ہوئے ہیں۔ حضرت عمر کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ حکمران رونے کی وجہ دریافت کرتا ہے۔ وہ بولتے ہیں: اس سے بڑھ کر رونے کا اور کیا موقع ہو گا۔ قیصر و کسریٰ عیش و عشرت کی زندگی گزار رہے ہیں اور آپ اس حال میں۔ حکمران جواب دیتا ہے: کیا تم اس پر راضی نہیں کہ قیصر و کسریٰ دنیا لیں اور ہم آخرت۔

"Note from Javed Ahmad Ghamidi/Al-Mawrid: ... If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

حضرت ابو بکر صدیق حکمران منتخب ہونے کے بعد دوسرے دن کپڑے کی گٹھڑی کندھوں پر اٹھائے، اسے فروخت کرنے نکلتے ہیں۔ حضرت عمر انھیں دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ: اب آپ کو مسلمانوں کے کاموں پر توجہ دینی چاہیے۔ وہ حکمران جواب دیتا ہے: پھر بچوں کو کہاں سے کھلاؤں؟ حضرت عمر کہتے ہیں: ابو عبیدہ بن جراح کے پاس چلتے ہیں (ابو عبیدہ اس وقت بیت المال کے ناظم ہیں۔) پھر یہ اصحاب ایک متوسط درجے کے فرد کے اخراجات کا تخمینہ لگا کر اس حکمران کا وظیفہ مقرر کرتے ہیں۔

حضرت عمر حکمران بنتے ہیں۔ معاشرے کے غریب ترین آدمی کی آمدنی کے برابر اپنا وظیفہ خود مقرر کرتے ہیں۔ ان کا لباس اور سفر میں سر و سامان اتنی معمولی حیثیت کا ہوتا ہے کہ عوام کو شرم آتی ہے اور اپنی طرف سے ترکی گھوڑا اور عمدہ لباس پیش کرتے ہیں۔ لیکن یہ حکمران وہ پیش کش قبول کرنے سے انکار کر دیتا ہے۔

یہ حکمران ایک دفعہ اپنی ایک تقریر میں عوام سے کہتا ہے: مجھ کو تمھارے مال (یعنی بیت المال) میں اتنا ہی حق ہے جتنا یتیم کے مربی کو یتیم کے مال میں۔ اگر میں دولت مند ہوں گا تو کچھ نہ لوں گا..... میرے اوپر تو لوگوں کے متعدد حقوق ہیں جن کا تمھیں مجھ سے مواخذہ کرنا چاہیے۔ ایک یہ کہ ملک کا خرچ اور مالِ غنیمت بے جا طور پر صرف نہ ہونے پائے..... وہ اپنے ہر عامل سے عہد لیتا ہے کہ وہ ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہو گا۔ باریک کپڑا نہ پہنے گا۔ چھنا ہوا آٹا نہ کھائے گا۔ یہ شرطیں پروانۂ تقرر میں درج کی جاتی ہیں اور ان کو مجمع عام میں پڑھ کر سنایا جاتا ہے۔

یہ حکمران جب کوئی عامل مقرر کرتا تو اس کے پاس موجود مال واسباب کی مفصل فہرست تیار کرا لیتا ہے۔ اور بعد میں اس مال واسباب میں غیر معمولی اضافہ دیکھتا ہے تو اس کا مواخذہ کرتا ہے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز، جنھیں بجا طور پر عمرِ ثانی کہا جاتا ہے، حکمران بننے سے پہلے بڑی امیرانہ زندگی گزارتے ہیں۔ ہر روز نیا اور قیمتی جوڑا تبدیل کرتے اور اعلیٰ گھوڑوں پر سواری کرتے ہیں۔ حکمران منتخب ہوتے ہیں تو سارا سامانِ عیش و عشرت بیت المال میں جمع کرا دیتے ہیں۔ یہ حکمران اہلیہ کے گلے میں قیمتی ہار دیکھتا ہے تو اسے کہتا ہے: اگر یہ ہار مجھ سے زیادہ عزیز ہے تو مجھ سے الگ ہو جاؤ۔ اگر میری رفاقت عزیز ہے تو اس ہار کو بیت المال میں جمع کرا دو۔ چنانچہ وہ ہار بیت المال میں جمع ہو جاتا ہے۔ یہ حکمران وظیفہ اتنا لیتا ہے کہ بمشکل گزارا ہوتا ہے۔

جن حکمرانوں کی زندگی کے کچھ منظر ہم نے دکھائے ہیں اس سے یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ ان

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

حضرات نے محض اپنے ذوق سے یہ طرزِ زندگی اختیار کیا تھا۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں جب نبوت کے منصب پر نئے نئے فائز ہوئے تھے (ظاہر ہے اس وقت آپ حکمران نہیں تھے) اس وقت آپ ایک خوش حال آدمی تھے۔ آپ عرب کے ایک بڑے تاجر تھے۔ ایک امیر خاتون کے شوہر تھے۔ آپ نے ان دنوں عرب کے کچھ سرداروں کو گھر پر کھانے پر بلایا اور ساتھ اسلام کی دعوت بھی پیش کی۔ بعد میں کچھ عرب سردار حضور سے متاثر دکھائی دیے تو ابوجہل نے کہا: لگتا ہے، محمد کے پر تکلف کھانے نے تم کو متاثر کر دیا ہے۔

اصل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمران کی حیثیت سے یہ طرزِ زندگی شعوری طور پر اختیار کیا تھا۔ اور اسے ایک اسوۂ حسنہ کی حیثیت سے دوسروں کے سامنے پیش کیا تھا۔ لہٰذا بعد میں ان کے سچے پیروکار حکمرانوں نے اس اسوۂ حسنہ پر دل و جان سے عمل کیا۔ جو مسلمان حکمران جانتے بوجھتے اس اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا نہیں ہیں، ان کے بارے میں اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ان کے محبتِ رسول کے دعوے میں کتنی حقیقت ہے؟

پاکستانی حکمران مسلمان ہیں۔ اس چیز کا زیادہ امکان ہے کہ وہ تھیچر سے زیادہ محمدِ عربی اور صدیق و فاروق سے متاثر ہوں گے۔ لیکن جاوید چودھری صاحب ان کے سامنے تھیچر کا ''اسوہ'' پیش کر کے انھیں درست ہونے کی ترغیب دے رہے ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے مسلمان اہلِ دانش اسلام کی قوتِ تاثیر سے واقف نہیں ہیں یا اس کے قائل نہیں ہیں۔ یا وہ مسلمانوں کے ''فقیر حکمرانوں'' سے واقف نہیں ہیں یا انھیں ''آئیڈیل'' کے طور پر پیش کرنے کے قائل نہیں ہیں۔ اور اگر ہمارے اہلِ دانش کا خیال ہے کہ موجودہ حکمران اسلام کے ''فقیر حکمرانوں'' کے بجائے مغرب کے ''فقیر حکمرانوں'' سے زیادہ متاثر ہوں گے اس لیے مغرب کو اپنے اصلاحی کام کی ترغیبی بنیاد کے طور پر استعمال کرنا زیادہ موزوں ہوگا تو یہ بات بھی کم دردانگیز نہیں ہے۔

ایک اسکالر سیموئل نسنسن، جو کہ عیسائی ہے، اپنی کتاب ''۱۰۰ بڑے آدمی'' میں سر فہرست سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ گرامی رکھتا ہے اور یہ کہنے پر مجبور ہے کہ ''دنیا کے سب سے بڑے ہادی اور خدا کے آخری پیغمبر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دنیا کے گم راہ انسانوں کو سیدھی راہ دکھائی۔ انسانی عقل کو اوہام کی زنجیروں سے آزاد کرایا، بنی نوع بشر کو ہر قسم کی غلامی سے نجات دلائی اور انسانوں کے درمیان کامل مساوات قائم کی۔ جس کی ہدایت سے بہرہ مند ہو کر مسلمانوں نے دنیا میں بڑی بڑی حکومتیں قائم کیں، علوم و فنون کی خدمت کی، تہذیب و تمدن کے جھنڈے گاڑے اور ساری دنیا کی قوموں کے لیے برکات کا موجب بنے۔

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

اہلِ اسلام کے لیے دعا ہے کہ یارب:

بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوے حرم لے چل

اس شہر کے خوگر کو پھر وسعتِ صحرا دے

——محمد بلال

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

قرآنیات

البیان

جاوید احمد غامدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ البقرۃ

(۱۰)

(گذشتہ سے پیوستہ)

یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتِیَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ وَاَنِّیۡ فَضَّلۡتُکُمۡ
عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۴۷﴾ وَاتَّقُوۡا یَوۡمًا لَّا تَجۡزِیۡ نَفۡسٌ عَنۡ نَّفۡسٍ شَیۡئًا وَّلَا یُقۡبَلُ

اے بنی اسرائیل، میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر کی تھی[۱۲۱] اور اس بات کو کہ میں نے تمھیں دنیا والوں پر فضیلت دی تھی،[۱۲۲] اور اُس دن سے ڈرو[۱۲۳] جب کوئی کسی کے کچھ بھی کام

۱۲۱۔ یہود کو از سرِ نو مخاطب کر کے یہ ایک مرتبہ پھر انھیں بتایا گیا ہے کہ دنیا میں جو کچھ فضیلت بھی تمھیں حاصل رہی ہے، محض اللہ تعالیٰ کی عنایت سے حاصل رہی ہے۔ اس میں نہ تمھارے استحقاق کو کوئی دخل ہے اور نہ تمھاری خاندانی شرافت کو۔ اس لیے اس کے غرور میں مبتلا ہو کر اس دعوت سے منہ نہ موڑو جو اِس وقت تمھارے سامنے پیش کی جا رہی ہے۔

۱۲۲۔ یہ عام کے بعد خاص کا ذکر ہے اور اس اجمال کی وضاحت ہے جو لفظِ نعمت میں موجود ہے۔ فضیلت سے مراد یہاں قوموں پر حق کی شہادت کا وہی منصب ہے جس پر بنی اسرائیل صدیوں سے فائز رہے ہیں۔

۱۲۳۔ یعنی اس دعوت کو قبول کرو اور اس کے معاملے میں اُس دن سے ڈرو جس میں تمھیں اپنے اعمال کی

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

مِنۡهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤۡخَذُ مِنۡهَا عَدۡلٌ وَّلَا هُمۡ يُنۡصَرُوۡنَ ﴿۴۸﴾

وَاِذۡ نَجَّيۡنٰكُمۡ مِّنۡ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ يَسُوۡمُوۡنَكُمۡ سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ يُذَبِّحُوۡنَ اَبۡنَآءَكُمۡ وَيَسۡتَحۡيُوۡنَ نِسَآءَكُمۡ ؕ وَفِىۡ ذٰلِكُمۡ بَلَآءٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ عَظِيۡمٌ ﴿۴۹﴾

نہ آئے گا اور نہ اُس سے کوئی سفارش قبول کی جائے گی اور نہ اُس سے کوئی معاوضہ لیا جائے گا اور نہ لوگوں کو کوئی مدد ہی ملے گی۔[۱۲۴] ۴۷-۴۸

اور یاد کرو جب ہم نے تم کو فرعون کے لوگوں[۱۲۵] سے چھڑایا۔ وہ تمھیں برے عذاب چکھاتے تھے، تمھارے[۱۲۶] بیٹوں کو ذبح کر دیتے تھے اور تمھاری عورتیں جیتی رکھتے تھے[۱۲۷] اور اِس میں

جواب دہی کرنی ہے۔

۱۲۴۔ یعنی اِس خیال میں نہ رہو کہ تم چونکہ ابراہیم اور اسحاق و یعقوب جیسے انبیا علیہم السلام کی اولاد ہو، اس لیے روزِ قیامت تمھاری نجات کے لیے ان بزرگوں کی نسبت ہی کافی ہے۔ یاد رکھو وہاں عمل کے سوا کوئی چیز بھی تمھارے کام نہ آسکے گی۔

۱۲۵۔ اصل میں لفظ 'آل' استعمال ہوا ہے۔ اس سے مراد محض اولاد نہیں ہوتی، بلکہ عربی زبان میں یہ لفظ کسی بڑے آدمی کی اولاد، قوم قبیلہ اور پیروکار سب کو شامل ہوتا ہے۔ یہاں اور اس کے بعد تاریخِ بنی اسرائیل کے جن واقعات کی طرف اشارات کیے جا رہے ہیں، یہ اُن کی تاریخ کے نہایت مشہور واقعات ہیں جن سے ان کا بچہ بچہ واقف تھا، اس لیے ان کی تفصیل کی ضرورت نہ تھی۔ پھر زمانۂ نزولِ قرآن کے بنی اسرائیل چونکہ انھیں اپنا سرمایۂ فخر و مباہات سمجھتے تھے، اس بنا پر قرآن نے انھیں اس طرح پیش کیا ہے کہ گویا یہ انھی کے ساتھ پیش آئے ہیں۔ اتمامِ حجت کے نقطۂ نظر سے یہ اسلوب، اگر غور کیجیے تو نہایت موثر ہے۔

۱۲۶۔ یہ اُس عذاب کی تفصیل ہے جس میں فرعونیوں کے ہاتھوں بنی اسرائیل مبتلا ہوئے اور جسے اس آیت میں 'سوء العذاب' سے تعبیر کیا گیا ہے۔

۱۲۷۔ اس میں بلاغت کا یہ نکتہ ملحوظ رہنا چاہیے کہ لڑکوں کو ذبح کرنے کا ذکر بیٹوں کے لفظ سے ہوا ہے اور لڑکیوں کے زندہ رکھنے کا ذکر کرتے ہوئے تمھاری عورتوں کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ پہلی تعبیر، اگر غور

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net.

وَاِذۡ فَرَقۡنَا بِکُمُ الۡبَحۡرَ فَاَنۡجَیۡنٰکُمۡ وَاَغۡرَقۡنَاۤ اٰلَ فِرۡعَوۡنَ وَاَنۡتُمۡ تَنۡظُرُوۡنَ ﴿۵۰﴾

وَاِذۡ وٰعَدۡنَا مُوۡسٰۤی اَرۡبَعِیۡنَ لَیۡلَۃً ثُمَّ اتَّخَذۡتُمُ الۡعِجۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِہٖ وَاَنۡتُمۡ ظٰلِمُوۡنَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ عَفَوۡنَا عَنۡکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِکَ لَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ ﴿۵۲﴾

تمھارے پروردگار کی طرف سے تمھاری بڑی آزمایش تھی۔۴۹

اور یاد کرو، جب ہم نے تمھیں ساتھ لے کر دریا چیر دیا[۱۲۸] اور اِس طرح تمھیں بچا لیا اور تم دیکھ رہے تھے کہ فرعون کے لوگوں کو ہم نے (تمھارے سامنے اُسی دریا میں) غرق کر دیا۔۵۰

اور یاد کرو، جب ہم نے موسیٰ سے چالیس راتوں کا وعدہ ٹھیرایا[۱۲۹] پھر اُس کے پیچھے تم نے وہ بچھڑا[۱۳۰] بنا لیا اور اُس وقت تم اپنی جانوں پر ظلم ڈھا رہے تھے۔ پھر اِس کے بعد بھی ہم نے تمھیں

کیجیے، تو شفقتِ پدری کا جذبہ ابھارتی ہے اور دوسری غیرت کو حرکت میں لانے کا باعث بنتی ہے۔

۱۲۸۔ یعنی جس طرح کوئی کسی کو گود میں اٹھا کر دریا پار کرا دے، اسی طرح ہم نے تمھیں ساتھ لے کر دریا کو پھاڑتے ہوئے اس کے پار کرا دیا۔

۱۲۹۔ یہ اُس وعدے کی طرف اشارہ ہے جو دریا پار کر لینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اپنی شریعت دینے کے لیے فرمایا۔ چالیس راتوں کی یہ مدت اُس ذہنی اور قلبی تیاری کے لیے تھی جو کتابِ الٰہی کا حامل بننے کے لیے ضروری تھی۔ پہلے یہ وعدہ تیس دنوں کا تھا، لیکن سیدنا موسیٰ علیہ السلام وقتِ مقررہ سے پہلے پہنچ گئے۔ اُن کی اس جلد بازی کے باعث اللہ تعالیٰ نے ان کی تربیت کے لیے یہ مدت تیس دنوں سے بڑھا کر چالیس دن کر دی سورۂ اعراف (۷) کی آیت ۱۴۲ میں اللہ تعالیٰ نے اس کی وضاحت کر دی ہے۔

۱۳۰۔ بائیبل کی کتابِ خروج باب ۳۲ میں بچھڑا بنانے کا یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ یہود نے اگرچہ اس میں سیدنا ہارون علیہ السلام کو بھی ملوث کر دیا ہے، لیکن قرآن نے دوسری جگہ اس کی تردید کر دی ہے:

”اور جب لوگوں نے دیکھا کہ موسیٰ نے پہاڑ سے اترنے میں دیر لگائی تو وہ ہارون کے پاس جمع ہو کر اس سے کہنے لگے کہ اٹھ ہمارے لیے دیوتا بنا دے جو ہمارے آگے آگے چلے، کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ اس

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

معاف کر دیا، اس لیے کہ شاید تم شکر کرنے والے بن جاؤ۔ ۵۱-۵۲

مردِ موسیٰ کو جو ہم کو ملکِ مصر سے نکال کر لایا، کیا ہو گیا..... تب خداوند نے موسیٰ سے کہا: نیچے جا کیوں کہ تیرے لوگ جن کو تو ملکِ مصر سے نکال لایا بگڑ گئے ہیں۔ وہ اس راہ سے، جس کا میں نے حکم دیا تھا، بہت جلد پھر گئے ہیں۔ انھوں نے اپنے لیے ڈھالا ہوا بچھڑا بنایا اور اُسے پوجا اور اس کے لیے قربانی چڑھا کر یہ بھی کہا کہ اے اسرائیل یہ تیرا وہ دیوتا ہے جو تجھ کو ملکِ مصر سے نکال کر لایا۔ اور خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ میں اس قوم کو دیکھتا ہوں کہ یہ گردن کش قوم ہے، اس لیے تو مجھے چھوڑ دے کہ میرا غضب ان پر بھڑکے اور میں ان کو بھسم کر دوں۔" (۱-۷)

[باقی]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

طالب محسن

قبول اسلام اور مغفرت

(مشکوٰۃ المصابیح، حدیث:۲۸)

وعن عمرو بن العاص قال: اتیت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم. فقلت: ابسط یمینک فلا بایعک فبسط یمینہ، فقبضت یدی. فقال: مالک یا عمرو؟ قلت: اردت ان اشترط. فقال: تشرط ماذا؟ قلت: ان یغفرلی. قال: اما علمت یا عمرو، ان الاسلام یھدم ما کان قبلہ، وان الھجرۃ تھدم ما کان قبلھا، وان الحج یھدم ما کان قبلہ.

''حضرت عمرو بن عاص بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو میں نے آپ سے درخواست کی: اپنا ہاتھ بڑھائیے تاکہ میں بیعت کروں۔ آپ نے اپنا ہاتھ آگے کر دیا۔ لیکن میں نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ یہ دیکھ کر آپ نے پوچھا: عمرو، کیا بات ہے؟ میں نے عرض کی: میں شرط کے ساتھ بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ میری بات سن کر آپ نے سوال کیا: کیا شرط کرنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: یہ کہ مجھے بخش دیا جائے: آپ نے فرمایا: عمرو، کیا تم نہیں جانتے کہ اسلام جو کچھ اس سے پہلے ہو، اسے مٹا دیتا ہے۔ یہ کہ ہجرت جو کچھ اس سے پہلے ہو، اسے مٹا دیتی ہے۔ یہ کہ حج جو کچھ اس سے پہلے ہو، اسے مٹا دیتا ہے۔''

لغوی بحث

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently this journal in its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

'عمرو بن العاص': 'عاص'، کے بارے میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ یہ 'عصی' سے اسم فاعل ہے۔ یہ

شبہ درست نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ امیہ بن عبد شمس کی اولاد کے لیے 'العیاص..'، 'العیص' اور 'ابو العیص'، وغیرہ کی تعبیریں بھی اختیار کی جاتی ہیں۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ اجوف ہے۔

'فلا بایعک': ایک صورت یہ ہے کہ اس کا 'ل' تعلیل کا لیا جائے اور اسے مکسور اور 'س' کو مجزوم پڑھا جائے۔ اس صورت میں 'ف' محض تاکید کے لیے ہو گی۔ دوسری صورت یہ ہے کہ 'ل' کو تاکید کا لیا جائے اور 'ع' کو مضموم پڑھا جائے۔ گویا اصل جملہ 'فانا ابا یعک' ہے اس صورت میں 'ل' زائدہ ہو گا۔ تیسری صورت یہ ہے کہ 'ل' امر کے لیے ہے۔ اس صورت میں 'ل' اور 'ع' دونوں پر جزم پڑھی جائے گی۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ 'ل' کو مفتوح اور 'ع' کو مرفوع پڑھا جائے۔ اس صورت میں اصل جملہ 'فانی یا بایعک' ہے۔ ان میں سے سادہ ترین توجیہ وہی ہے جس میں 'ل' کو لامِ تعلیل لیا گیا ہے۔ اور یہی مرجح ہے۔

'قبضت یدی': میں نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ اس معنی کے لحاظ سے اس میں 'الیٰ جھتی' کا مفہوم محذوف ہے۔ سیاق کے مطابق یہ معنی زیادہ موزوں ہیں۔ لغوی اعتبار سے اس کے معنی، 'میں نے اپنا ہاتھ بھینچ لیا' کے ہیں۔

'یھدم': مٹا دینا۔ لفظی معنی 'انہدام' کے ہیں۔ گناہوں کے لیے اس لفظ کا آنا غایت مبالغہ پر دال ہے۔

متون

دوسرے متون کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت درحقیقت ایک بڑی روایت کا حصہ ہے۔ مسلم کی جس روایت سے صاحبِ مشکوٰۃ نے روایت کا یہ حصہ نکالا ہے، اس میں آغاز میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی موت کے موقع پر بے چینی کا ذکر ہوا ہے۔ یہ دیکھ کر ان کے بیٹے نے انھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت یاد دلائی۔ اس پر انھیں اپنے ایمان قبول کرنے کا واقعہ یاد آ گیا اور وہ اسے تفصیل سے بیان کرنے لگے:

> "اب میرے نزدیک سب سے بہترین بات یہ اقرار ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ لیکن میں تین دور دیکھ چکا ہوں۔ ایک زمانہ تھا کہ میں اللہ کے رسول کی دشمنی میں سب سے آگے تھا۔ اس زمانے میں اگر میں موقع پاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زندگی سے محروم کر دیتا۔ میں اگر اسی حالت میں مر جاتا تو میرے لیے جہنم واجب تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ایمان کی جوت جگا دی۔ چنانچہ میں حضور کے پاس آیا.....[1] اور مغفرت کی ضمانت کے ساتھ بیعت کر لی۔ حضور سے زیادہ کوئی مجھے عزیز نہ تھا اور

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

[1] یہاں واقعے کا وہ حصہ ہے جس کو صاحبِ مشکوٰۃ نے روایت کیا ہے۔

حضور سے زیادہ کسی کی میری نگاہوں میں جلالت نہ تھی۔ میں آپ کو آنکھیں بھر کر دیکھ نہیں سکتا تھا۔ اگر کوئی مجھ سے آپ کے بارے میں پوچھے تو میں کچھ نہیں بتا سکتا کیونکہ میں کبھی آپ کو پوری طرح دیکھ نہیں پایا۔ میں اپنی اسی کیفیت میں دنیا سے رخصت ہو جاتا تو مجھے بخشش کی توقع تھی۔ اب بہت سی باتیں پیش آچکی ہیں۔ چنانچہ جب میں مر جاؤں تو جنازے کے ساتھ کوئی نوحہ گر[2] نہ ہو۔ مجھے دفن کرنے کے بعد اتنی دیر کھڑے رہنا، جتنی دیر میں ایک اونٹ ذبح ہوتا ہے تاکہ میں کچھ مانوس ہو جاؤں اور فرشتوں کے ساتھ اپنے معاملے کو دیکھ لوں۔" (کتاب الایمان، باب ۵۳)

مسندِ احمد میں یہ واقعہ ایک دوسری تفصیل کے ساتھ روایت ہوا ہے۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ اپنے ایمان لانے کے واقعے کو اپنی معمول کی زندگی میں ایک دوسرے انداز میں بیان کیا کرتے تھے۔ یعنی مسلم کی روایت الگ ہے اور مسندِ احمد کی روایت الگ۔ مسندِ احمد کی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرو کا سینہ ایمان کے لیے کیسے کھلا وہ بیان کرتے ہیں:

"جب ہم لوگ (کفارِ مکہ) جنگ احزاب سے واپس لوٹے تو قریش کے کچھ لوگ صورتِ حال کا تجزیہ کرنے کے لیے میرے گھر میں جمع ہوئے۔ میں نے انھیں کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا معاملہ سب معاملوں پر نمایاں طور پر غالب آرہا ہے۔ چنانچہ میں نے ایک تدبیر سوچی ہے۔ تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ انھوں نے مجھ سے میری تدبیر پوچھی تو میں نے بتایا کہ ہمیں نجاشی کے پاس چلے جانا چاہیے۔ اگر محمد غالب آگئے تو ہم نجاشی کے پاس ہوں گے اور ہمیں محمد کے بجائے نجاشی کے تحت رہنا زیادہ پسندیدہ ہو گا۔ اور اگر ہماری قوم غالب آگئی تو ہم جانے پہچانے لوگ ہیں، ہم ان سے بھلائی ہی پائیں گے۔ سب نے اس تجویز کو پسند کیا۔ چنانچہ ہم نے نجاشی کے لیے ہدایہ جمع کیے اور نجاشی کے پاس پہنچ گئے۔ جب ہم محل میں داخل ہوئے تو ہم نے عمرو بن امیہ ضمری کو، جنھیں حضور نے جعفر اور ان کے ساتھیوں کے سلسلے میں بھیجا تھا، نجاشی سے ملاقات کے لیے جاتے ہوئے دیکھا۔ چنانچہ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اگر ہماری نجاشی سے ملاقات ہوتی ہے تو میں اس سے اس (عمرو بن امیہ) کو مانگ لوں گا۔ اگر اس نے ہماری بات مان لی تو میں اسے مار دوں گا۔ قریش محمد کے ایلچی کو مارنے کو ان کی طرف سے بدلہ لینا خیال کریں گے۔ چنانچہ جب ہم نجاشی کے پاس پہنچے، جھک کر سلام کیا، اپنے تحائف پیش کیے اور پھر اس کے سامنے عمرو بن امیہ کے بارے میں اپنی درخواست پیش کی کہ وہ ہمارے دشمن کا ایلچی ہے اسے ہمارے حوالے کر دیجیے تاکہ اسے قتل کر سکیں۔ کیونکہ اس نے ہمارے

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

[2] یہ جاہلیت کا رواج تھا، جس سے انھوں نے اپنے ورثا کو روک دیا۔

معززین اور بہترین لوگ مار ڈالے ہیں۔ یہ سن کر نجاشی غضب ناک ہو گیا۔اس نے اپنے چہرے پر اس قدر زور سے ہاتھ مارا کہ مجھے لگااس نے اپنی ناک توڑ لی ہے۔ میں اس قدر گھبرایا کہ اگر زمیں شق ہو جاتی تو اس میں داخل ہو جاتا۔ پھر میں نے کہا: اے بادشاہ، اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ میرے مطالبے کو اس قدر ناپسند کریں گے ، تو میں ہرگز اسے پیش نہ کرتا۔اس پر نجاشی نے کہا: تم نے اس شخص کے ایلچی کو طلب کیا ہے جس پر وہی فرشتہ اترتا ہے جو موسیٰ (علیہ السلام) پر اترتا تھا۔ میں نے پوچھا: اے بادشاہ کیا واقعی معاملہ یہی ہے۔ نجاشی نے کہا، اے عمرو تیرا ناس ہو، میرا کہنا مانو اور اس کی پیروی کرو کیونکہ وہ حق پر ہے اور اپنے مخالفین پر اسی طرح غالب آجائے گا جس طرح موسیٰ فرعون اور اس کے لشکروں پر غالب آ گئے تھے۔ میں نے اس سے کہا: مجھ سے اس کی جانب سے اسلام کی بیعت لے لیجیے۔ اس نے کہا: ہاں اور مجھ سے بیعت لے لی۔ پھر میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور ان سے اپنا اسلام چھپائے رکھا۔ پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسلام قبول کرنے کے لیے نکلا۔اس سفر میں میری ملاقات خالد بن ولید سے بھی ہوئی۔ یہ فتح سے کچھ ہی پہلے کا زمانہ ہے۔ خالد مکہ سے نکلے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا: ابو سلیمان، کہاں کے ارادے ہیں۔ خالد نے کہا: بخدا، نشان محکم ہو گیا۔ بے شک یہ شخص نبی ہے۔ میں نکلا ہوں تاکہ اسلام قبول کروں۔ آخر کب تک...؟ میں نے کہا: میں بھی اسی غرض سے نکلا ہوں۔ چنانچہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ گئے...۔“

یہ دونوں روایات اپنی الگ حیثیت میں مستقل متن کا درجہ رکھتی ہیں۔ایک سے معلوم ہوتا ہے کہ عمرو بن عاص کے نزدیک ایمان کی حیثیت کیا تھی۔انھیں اپنی زندگی کے دورِ جاہلیت سے کس قدر نفرت، دورِ ایمان سے کس قدر محبت اور بطورِ خاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مصاحبت کے زمانے پر کس قدر ناز تھا۔ دوسری روایت سے واضح ہوتا ہے کہ ان کے ایمان لانے کے اسباب کیسے پیدا ہوئے۔مزید برآں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نجاشی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر پورا اعتماد تھا۔

اس کے علاوہ روایت میں لفظی اختلافات بھی ہیں۔ مثلاً بعض روایات میں 'تہدم' کے بجائے 'تجب' روایت ہوا ہے۔ اسی طرح بعض روایات میں حضرت عمرو کے شرط ٹھہرانے کا ذکر نہیں ہے۔ یہ دوسرا فرق محض راوی کا سہو ہے۔البتہ پہلے فرق کے معاملے میں اصل متن کو متعین کرنے کا کوئی قرینہ موجود نہیں۔

اسی طرح جن روایات میں حضرت عمرو نے اپنی زندگی کے تین ادوار کا ذکر کیا ہے اور ان میں سے آخری دور[3] کے بارے میں امید و بیم کی کیفیت ظاہر کی ہے، اس سے ایک طرف تو صحابہ کی اپنے کردار کے بارے میں

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

[3] یہاں یہ بات واضح رہے کہ یہ ان کے حضرت معاویہ کے ساتھ سیاسی معاونت کا دور ہے۔

غیر معمولی حساسیت معلوم ہوتی ہے اور دوسرے اس دور کی سیاست اور پہلے چار خلفا کے دور کی سیاست کا جوہری فرق بھی سامنے آتا ہے۔

معنی

یہ روایت بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے صاحبِ مشکوٰۃ نے مسلم کی روایت سے، جس کا ترجمہ ہم نے اوپر درج کر دیا ہے، اقتباس کی ہے۔ روایت کے اس جز میں ایمان اور مغفرت اور نیکیوں اور بخشش کا اصول زیرِ بحث آیا ہے۔ شارحین کے سامنے یہ سوال ہے کہ آیا گناہوں سے تمام گناہ مراد ہیں یا ان سے محض صغائر مراد ہیں۔ اس معاملے میں وہ اسلام اور حج و ہجرت میں فرق بھی متعین کرتے ہیں۔

اس حصے کا مفہوم متعین کرنے کے دو پہلو ہیں۔ ایک پہلو سے یہ اس عنصر کی علامت ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت میں لوگوں میں آخرت کی سچی طلب پیدا کرنے کے حوالے سے موجود تھا۔ یہ روایت جس میں ایک ایسے شخص کے ایمان کا واقعہ زیرِ بحث ہے جو اپنی حالتِ کفر میں حضور اور ان کے ساتھیوں کا سخت دشمن ہے، لیکن اس کا سینہ جب ایمان کے لیے کھلتا ہے تو اس کی سب سے بڑی غرض اور سب سے بڑا مقصد آخرت کی فلاح بن جاتا ہے۔ دوسرا پہلو مغفرت کے اصول کا ہے۔ اس روایت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضور اس بات کو ایک اصول کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں کہ اسلام لانے سے حالتِ کفر کے اعمالِ بد معاف ہو جاتے ہیں۔ یہ بات صرف ایمان لانے تک ہی محدود نہیں، بلکہ ہجرت اور حج کو بھی یہی مقام حاصل ہے۔ اس اطلاق سے یہ بات متعین ہوتی ہے کہ بات صرف دو یا تین اعمال تک محدود نہیں ہے بلکہ ایک اصول پر مبنی ہے اور وہ اصول یہ ہے کہ حالتِ کفر سے حالتِ ایمان کا سفر پورے رجوع کے ساتھ ہوتا ہے۔ یعنی یہ اصل میں کامل توبہ ہی کی ایک صورت ہے۔ ایمان نے والا اپنی پہلی روش کو بالکلیہ ختم کر کے ایک نئے ڈھنگ کو اختیار کرتا ہے۔ اسی طرح خدا کی راہ میں ہجرت بھی ایک غیر معمولی واقعہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی خدا کے لیے اپنا سب کچھ ترک کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ غور کریں تو معلوم ہوتا ہے توبہ کی حقیقت بھی یہی ہے۔ حج خدا کے گھر کی حاضری ہے۔ یہ حاضری بندۂ مومن کے دل میں رجوع الی اللہ کی غیر معمولی کیفیت پیدا کرتی ہے۔ چنانچہ جو حج کرنے کی صحیح توفیق پاتا ہے، اسے کامل توبہ کی توفیق بھی ملتی ہے۔ اس پہلو سے غور کریں تو اعمال میں کبیرہ و صغیرہ کی تفریق کی ضرورت نہیں رہتی۔

"Note: Ishraq is published... If you wish to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

قرآن سے تعلق

قرآن مجید کا توبہ کا ضابطہ، 'ان الحسنات یذھبن السیئات' کا اصول اور پیغمبروں کا اپنے اوپر ایمان لانے والوں سے مغفرت کا وعدہ، یہ چیزیں اس روایت کے مضمون کو محکم اساس پر استوار کرتی ہیں۔[۴]

کتابیات

مسلم، کتاب الایمان، باب ۵۴ مسندِ احمد عن عمرو بن عاص۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

[۴] تفصیل کے لیے دیکھیے: ''اشراق''، جون ۹۹، ص ۱۶۔

مناجات

ساجد حمید

فتنوں سے بچنے کی دعا

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ.

وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ.

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ.

اے اللہ، میں عذابِ قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اور میں دجالِ مسیح کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

میں زندگی اور موت کی آزمایشوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

اے اللہ، میں 'ماثم و مغرم' سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

یہ اصلاً ایک دعا ہے لیکن اس میں جن دو بڑے معاملات کا ذکر ہوا ہے وہ قدرے تفصیل کے متقاضی ہیں: ایک عذابِ قبر اور دوسرے مسیح الدجال کا فتنہ۔ یہاں تفصیل سے ان پر بحث کرنے کا موقع نہیں ہے اس لیے ہم اختصار کے ساتھ ان کو بیان کر کے دعا کی اصل غایت کے بیان کی طرف بڑھ جائیں گے۔

عذابِ قبر کے لیے بعض دعاؤں میں فتنۂ قبر کے الفاظ بھی آئے ہیں، چنانچہ عذابِ قبر یا فتنۂ قبر کے دو پہلو ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ موت کے بعد فرشتے جو سوال جواب کریں گے اسی کو فتنۂ قبر قرار دیا گیا ہے۔ اس پہلو سے دعا کا مطلب یہ ہو گا کہ اللہ اس سوال و جواب میں ناکامی سے محفوظ رکھے۔

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

دوسرے اس سے یہ مراد ہے کہ ہر مرنے والے کو اس کا ٹھکانا دکھایا جائے گا۔ چنانچہ دوزخیوں کو چونکہ مرنے کے بعد دوزخ دکھائی جائے گی، اس لیے آپ نے یہ دعا کی: مرنے کے بعد اس عذاب سے بچا جس میں مجھے دوزخ دکھائی جائے۔

'المسیح الدجال، کے فتنے سے مراد کسی مسیحی فریب کار (شخص یا قوم) کا برپا کردہ فتنہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ فتنہ قربِ قیامت میں برپا ہو گا۔ مسیح کے لفظ سے اشارہ مل رہا ہے کہ یہ سیدنا عیسٰی علیہ السلام کی نام لیوا قوم مسیحیوں میں سے ہو گا۔ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ قربِ قیامت میں یاجوج ماجوج کی اولاد کے ظہور سے ایک فتنہ اٹھے گا۔ اس وقت یاجوج ماجوج کی اولاد کی اکثریت مسیحی ہے۔ اس لیے قرینِ قیاس یہی ہے کہ مسیحِ دجال اور یاجوج ماجوج کا فتنہ ایک ہی ہے یا مسیحِ دجال کا فتنہ یاجوج ماجوج کے فتنہ کا ایک حصہ ہے۔

دجال سے مراد نہایت چابک دستی سے دجل وفریب کرنے والے کے ہیں، جس سے اس فتنے کی نوعیت پر بھی روشنی پڑ رہی ہے کہ اس فتنے میں فریب ودجل سے کام لیا جائے گا۔ لوگ اس کے فریب میں آکر اپنی تہذیب، اپنا دین ایمان سب کچھ کھو بیٹھیں گے۔ اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اس فتنہ انگیزی سے پناہ مانگی ہے۔

فتنۂ حیات سے مراد زندگی میں آنے والے گرم وسرد مواقع اور سخت ونرم امتحانات ہیں جبکہ فتنۂ ممات سے مراد موت کے وقت کی آزمایش ہے۔ آدمی جب دنیا سے رخصت ہو گا تو نہ جانے اس پر کیسی حالت ہو مثلاً کوئی انتہائی تکلیف دہ مرض آخری لمحات میں آدمی کے لیے غارت گرِ دین وایمان ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اگر وہ اس موقع پر خدا کے لطف وعنایت سے محروم رہا تو اس بات کا امکان ہے کہ اس کی موت کفر وشرک پر ہو۔ اسی وجہ سے یہ دعا بھی سکھائی گئی ہے کہ اللہ ہمیں حالتِ ایمان پر وفات دے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع کے اس فتنے کی آزمایش سے پناہ مانگی ہے کہ آدمی اس میں اگر مبتلا ہو تو اللہ اسے سرخرو کرے۔

دعا کے آخر میں 'ماثم و مغرم، سے بھی پناہ طلب کی گئی ہے۔ قرآنِ مجید میں 'اثم' کا لفظ حق تلفی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اور 'مغرم' کا لفظ ایسے بوجھ اور ذمہ داری کے معنی میں آتا ہے جو ناقابلِ برداشت ہو جائے۔ بعض اوقات آدمی قرض وغیرہ لے کر اس کے بوجھ تلے ایسا دب جاتا ہے کہ اس سے زندگی بھر نکل نہیں سکتا۔ ایسے بوجھ ایک طرف آدمی کو دوسروں کی نگاہ میں بے وزن بنا دیتے ہیں اور دوسری طرف آدمی خود اس بوجھ تلے دب کر بسا اوقات اخلاق سے گر جاتا ہے اور بعض اوقات اگر اخلاق ودیانت کو ہاتھ سے نہ جانے

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any form (including on any website) please contact management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

دے تو ایسا ہو جاتا ہے کہ جیتے جی مر جاتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ’ماثم و مغرم‘ کے الفاظ کے استعمال سے ایک ہی حقیقت کے دو پہلوؤں سے پناہ مانگی ہے کہ نہ میں کسی کا حق مارنے والا بنوں اور نہ مجھ پر کسی کا ایسا حق ہی قائم ہو کہ میں اس کے بوجھ تلے دب کر رہ جاؤں۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

میزان

جاوید احمد غامدی

اصول و مبادی

(۱۴)

مبادیِ تدبرِ قرآن

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

نظمِ کلام

آٹھویں چیز یہ ہے کہ قرآن کی ہر سورہ کا ایک متعین نظمِ کلام ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الگ الگ اور متفرق ہدایات کا کوئی مجموعہ نہیں ہے، بلکہ اس کا ایک موضوع ہے اور اس کی تمام آیتیں نہایت حکیمانہ ترتیب اور مناسبت کے ساتھ اس موضوع سے متعلق ہوتی ہیں۔ سورہ کے اس موضوع کو سامنے رکھ کر جب اس کا مطالعہ کیا جاتا ہے اور موضوع کی رعایت سے اس کا نظام پوری طرح واضح ہو جاتا ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ایک نہایت حسین وحدت بن جاتی ہے۔ اس نظم کی قدر و قیمت کیا ہے؟ استاذ امام امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

> "نظم کے متعلق یہ خیال بالکل غلط ہے کہ وہ محض علمی لطائف کے قسم کی ایک چیز ہے جس کی قرآن کے اصل مقصد کے نقطۂ نظر سے کوئی خاص قدر و قیمت نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک تو اس کی اصل قدر و قیمت یہی ہے کہ قرآن کے علوم اور اس کی حکمت تک رسائی اگر ہو سکتی ہے تو اسی کے واسطے سے ہو سکتی ہے۔ جو شخص نظم کی رہنمائی کے بغیر قرآن کو پڑھے گا وہ زیادہ سے زیادہ جو حاصل کر سکے گا وہ کچھ منفرد احکام اور مفرد قسم کی ہدایات ہیں۔

اگرچہ ایک اعلیٰ کتاب کے منفرد احکام اور اس کی مفرد ہدایات کی بھی قدر و قیمت ہے، لیکن آسمان و زمین کا فرق ہے اس بات میں کہ آپ طب کی کسی کتاب المفردات سے چند جڑی بوٹیوں کے کچھ اثرات و خواص

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website) please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

معلوم کر لیں اور اس بات میں کہ ایک حاذق طبیب ان اجزا سے کوئی کیمیا اثر نسخہ ترتیب دے دے۔ تاج محل کی تعمیر میں جو مسالا استعمال ہوا ہے وہ الگ الگ دنیا کی بہت سی عمارتوں میں استعمال ہوا ہو گا لیکن اس کے باوجود تاج محل دنیا میں ایک ہی ہے۔ میں بلا تشبیہ یہ بات عرض کرتا ہوں کہ قرآنِ حکیم بھی جن الفاظ اور فقروں سے ترکیب پایا ہے، وہ بہر حال عربی لغت اور عربی زبان ہی سے تعلق رکھنے والے ہیں، لیکن قرآن کی لاہوتی ترتیب نے ان کو وہ جمال و کمال بخش دیا ہے کہ اس زمین کی کوئی چیز بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

جس طرح خاندانوں کے شجرے ہوتے ہیں اسی طرح نیکیوں اور بدیوں کے بھی شجرے ہیں۔ بعض اوقات ایک نیکی کو ہم معمولی نیکی سمجھتے ہیں حالانکہ اس نیکی کا تعلق نیکیوں کے اس خاندان سے ہوتا ہے جس سے تمام بڑی نیکیوں کی شاخیں پھوٹی ہیں۔ اسی طرح بسا اوقات ایک برائی کو ہم معمولی برائی سمجھتے ہیں، لیکن وہ برائیوں کے اس کنبے سے تعلق رکھنے والی ہوتی ہے جو تمام مہلک بیماریوں کو جنم دینے والا کنبہ ہے۔ جو شخص دین کی حکمت کو سمجھنا چاہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ خیر و شر کے ان تمام مراحل و مراتب سے اچھی طرح واقف ہو، ورنہ اندیشہ ہے کہ وہ دِق کا پتا دینے والی بیماری کو نزلے کا پیش خیمہ سمجھ بیٹھے اور نزلے کی آمد آمد کو دِق کا مقدمتہ الجیش قرار دے دے۔ قرآن کی یہ حکمت اجزائے کلام سے نہیں بلکہ تمام تر نظمِ کلام سے واضح ہوتی ہے۔ اگر ایک شخص ایک سورہ کی الگ الگ آیتوں سے تو واقف ہو لیکن سورہ کے اندر ان آیتوں کے باہمی حکیمانہ نظم سے واقف نہ ہو تو اس حکمت سے وہ کبھی آشنا نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح قرآن نے مختلف سورتوں میں مختلف اصولی باتوں پر آفاقی و انفسی یا تاریخی دلائل بیان کیے ہیں۔ یہ دلائل نہایت حکیمانہ ترتیب کے ساتھ بیان ہوئے ہیں جس شخص پر یہ ترتیب واضح ہو وہ جب اس سورہ کی تدبر کے ساتھ تلاوت کرتا ہے تو وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ زیرِ بحث موضوع پر اس نے ایک نہایت جامع، مدلل اور شرحِ صدر بخشنے والا خطبہ پڑھا ہے۔ اس کے برعکس جو شخص اس ترتیب سے بے خبر ہو وہ اجزا سے اگرچہ واقف ہوتا ہے، لیکن اس حکمت سے وہ بالکل ہی محروم رہتا ہے جو اس سورہ میں بیان ہوئی ہوتی ہے۔''

(تدبر قرآن، ج ۱ ص ۲۰-۲۱)

اس کے بعد انھوں نے سیاسی اور اجتماعی پہلو سے نظم کی اہمیت اس طرح واضح کی ہے:

''ہر شخص جانتا ہے کہ اس ملتِ مسلمہ کی شیرازہ بندی قرآنِ مجید کی حبل اللہ المتین ہی کے ذریعے سے ہوئی ہے اور تمام مسلمانوں کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ سب مل کر اسی رسی کو مضبوطی سے پکڑیں اور متفرق نہ ہوں۔ اس ہدایت کا یہ فطری تقاضا ہے کہ ہمارے درمیان جتنے بھی اختلاف پیدا ہوں ہم ان کے فیصلے کے لیے

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal and its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

رجوع قرآن کی طرف کریں۔ لیکن یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ خود قرآن کے بارے میں ہماری رائیں متفق نہیں ہیں۔ ایک ایک آیت کی تاویل میں نہ جانے کتنے اقوال ہیں اور ان اقوال میں سے اکثر ایک دوسرے سے متناقض ہیں لیکن کوئی چیز ہمارے پاس ایسی نہیں ہے جو یہ فیصلہ کر سکے کہ ان میں سے کون سا قول حق ہے۔ کسی کلام کی تاویل میں اختلاف واقع ہو تو اس اختلاف کو رفع کرنے کے لیے سب سے زیادہ اطمینان بخش چیز اس کا سیاق وسباق اور نظام ہی ہو سکتا ہے، لیکن قرآن کے معاملے میں یہ مصیبت ہے کہ لوگ اس کے اندر کسی نظام کے قائل ہی نہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے ہاں جو اختلاف بھی پیدا ہوا اس نے اپنا مستقل علم گاڑ دیا۔ ہماری فقہ کے بہت سے اختلافات صرف بات کو اس کے سیاق اور نظم میں نہ دیکھنے سے پیدا ہوئے ہیں۔ اگر سیاق و نظم کو ملحوظ رکھا جائے تو اکثر مقامات ایسے ہیں جہاں ایک قول کے سوا کسی دوسرے قول کے لیے گنجایش ہی نہیں نکل سکتی۔

فقہی اختلافات سے زیادہ سنگین معاملہ گمراہ فرقوں کی ضلالتوں کا ہے۔ ہمارے اندر جتنے بھی گمراہ فرقے پیدا ہوئے ہیں، ان میں سے اکثر نے قرآنی آیات ہی کا سہارا لیا ہے۔ ایک آیت کو اس کے سیاق وسباق سے کاٹا اور پھر جو جی میں آیا، اس کے اندر معنی پہنا دیے۔ ظاہر ہے کہ ایک کلام کو اس کے نظم اور سیاق وسباق سے الگ کر کے اس کے اندر آپ معنی پہنانے چاہیں تو بہت سے معنی پہنا سکتے ہیں جن میں سے بعض ایسے بھی ہو سکتے ہیں جن کا تصور اس قول کا کہنے والا کبھی نہیں کر سکتا۔ اگر طوالت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں یہاں بہت سی ایسی آیتوں کا حوالہ دے سکتا ہوں جو تحریروں اور تقریروں میں نہایت غلط بلکہ گمراہ کن معنوں میں استعمال ہو رہی ہیں، لیکن کسی کو بھی یہ توفیق نہیں ہوتی کہ ذرا تکلیف کر کے یہ دیکھ لے کہ آیت کس موقع و محل کی ہے اور اس کا سیاق وسباق کیا ہے۔ قرآن کے معاملے میں، جیسا کہ میں نے عرض کیا، ان کے نزدیک نظم اور موقع و محل کا کوئی سوال ہی سرے سے نہیں ہے۔'' (تدبرِ قرآن ج ۱ ص ۲۱-۲۲)

اس سے واضح ہے کہ وہ چیز جو قرآن کو برہانِ قاطع بناتی اور تاویل کے تمام اختلافات ختم کر کے امام فراہی کے الفاظ میں 'القرآن لا يحتمل الا تاويلاً واحداً'[1] کی حقیقت اس سے متعلق ثابت کر دیتی ہے، وہ تنہا نظم ہی ہے۔ استاذ امام اپنی تفسیر ''تدبرِ قرآن'' کے بارے میں اس حوالے سے لکھتے ہیں:

''میں نے اس تفسیر میں چونکہ نظمِ کلام کو پوری اہمیت دی ہے، اس وجہ سے ہر جگہ میں نے ایک ہی قول

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net

۱؎ رسائل الامام الفراہی، ص ۲۳۰ ''قرآن میں ایک سے زیادہ تاویلات کی ہرگز کوئی گنجایش نہیں ہوتی۔''

اختیار کیا ہے، بلکہ اگر میں اس حقیقت کو صحیح لفظوں میں بیان کروں تو مجھے یوں کہنا چاہیے کہ مجھے ایک ہی قول اختیار کرنے پر مجبور ہونا پڑا ہے، کیونکہ نظم کی رعایت کے بعد مختلف وادیوں میں گردش کرنے کا کوئی امکان ہی باقی نہیں رہ جاتا۔ صحیح بات اس طرح منقح ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ آدمی اگر بالکل اندھا بہرا متعصب نہ ہو تو اپنی جان تو قربان کر سکتا ہے، لیکن اس سے انحراف برداشت نہیں کر سکتا۔'' (تدبرِ قرآن ج ۱ ص ۲۲)

قرآن کا یہی نظم ہے جس کی بنا پر اس نے اپنے مخاطبین کو جب اپنے مانند کوئی کلام لانے کے لیے کہا تو متفرق آیات نہیں، بلکہ ایک یا ایک سے زیادہ سورتیں ہی پیش کرنے کا مطالبہ کیا ہے:

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ص وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ. (البقرہ ۲: ۲۳)

''اور جو کچھ ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ہے، اس کے بارے میں اگر تمھیں کوئی شبہ ہے تو (جاؤ اور) اس کے مانند ایک سورہ ہی بنا لاؤ، اور خدا کو چھوڑ کر (اس کے لیے) اپنے سب حمایتی بھی بلا لو، اگر تم (اپنے اس گمان میں) سچے ہو۔''

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ط قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ. (ہود ۱۱: ۱۳)

''کیا یہ کہتے ہیں کہ اس نے گھڑ لیا ہے؟ اِن سے کہو پھر تم بھی ایسی ہی دس سورتیں گھڑی ہوئی لے آؤ اور اللہ کے سوا جن کو تم بلا سکتے ہو، انھیں بھی بلا لو، اگر تم سچے ہو۔''

مدرسۂ فراہی کے ائمہ نے اپنی تفسیروں میں اس نظم کو جس طرح مبرہن کر دیا ہے، اس کے بعد اب اس کے وجود و عدمِ وجود پر تو کسی بحث کی ضرورت باقی نہیں رہی، لیکن اس کی نوعیت کیا ہے؟ اسے چند نکات کی صورت میں ہم یہاں بیان کیے دیتے ہیں۔

۱۔ ہر سورہ کا ایک موضوع ہوتا ہے جو ان تمام اجزا کے لیے ایک رشتۂ وحدت کی حیثیت رکھتا ہے جن سے سورہ میں مضمون کی تالیف ہوتی ہے۔ اسے ہم روح کی طرح سورہ کے پورے وجود میں سرایت کیے ہوئے دیکھتے ہیں۔

۲۔ اصل مضمون کے ساتھ سورہ میں بالعموم ایک تمہید بھی ہوتی ہے اور خاتمہ بھی۔ سورہ کے مضمون کو ہم بعض سورتوں میں فصول اور پیروں میں اور بعض میں صرف پیروں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ پیرے مضمون کے

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

وقفوں اور فصول اس کے تغیرات کو نمایاں کرتی ہیں۔ بعض بڑی سورتیں اس کے ساتھ اجزا میں بھی تقسیم کی جاسکتی ہیں۔ تمہید اور خاتمہ کی آیات بھی اسی طرح اپنے مضمون کے لحاظ سے بعض مقامات پر پیروں میں تقسیم ہو جاتی ہیں۔

۳۔ یہ پیرے، فصول اور اجزا ربطِ آیات کے طریقے پر نہیں، بلکہ تمثیل، تعلیل، تاصیل، تکمیل، سوال، جواب، تفریع، نتیجہ، اعتراض، تنبیہ، تقابل، تشابہ، عود الی البدء، استدراک اور اس طرح کے بعض دوسرے پہلوؤں سے باہم دگر متعلق ہوتے اور سورہ کو ایک مربوط کلام بناتے ہیں۔

۴۔ سورہ کا مضمون ان پیروں اور فصول میں تدریجی ارتقا کے ساتھ اپنے اتمام کو پہنچتا ہے۔ چنانچہ اس کے نتیجے میں وہ ایک منفرد اور متعین صورت حاصل کرتی اور اپنے وجود میں ایسی وحدت بن جاتی ہے جو ہر لحاظ سے مستقل بالذات اور کامل ہوتی ہے۔

[باقی]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

میزان

جاوید احمد غامدی

قانونِ دعوت

(نئی اشاعت کے لیے مصنف کی طرف
سے نظر ثانی اور ترمیم و اضافہ کے بعد)

(۵)

۶۔ دعوت کا طریقِ کار

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ، اِنَّ رَبَّکَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ. وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ، وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَیْرٌ لِّلصّٰبِرِیْنَ.

(النحل ۱۶: ۱۲۵-۱۲۶)

''اپنے پروردگار کے راستے کی طرف حکمت کے ساتھ دعوت دو اور اچھی نصیحت کے ساتھ اور اِن سے بحث کرو اُس طریقے سے جو پسندیدہ ہو۔ بے شک، تمھارا پروردگار خوب جانتا ہے اُن کو بھی جو اُس کی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں اور اُن کو بھی جو ہدایت پانے والے ہیں۔ اور اگر بدلہ لو تو اتنا ہی جتنی تکلیف تمھیں پہنچی ہے، اور اگر صبر کرو تو صبر کرنے والوں کے لیے یہ بہت ہی بہتر ہے۔''

سورۂ نحل کی ان آیتوں کے مخاطب اگرچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ ہیں اور اس لحاظ سے یہ اصلاً پیغمبر کے انذار ہی سے متعلق ہیں، لیکن بالبداہت واضح ہے کہ ان کا حکم ہر لحاظ سے عام ہے۔ دعوت پیش

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on a website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

کرنے والے اگر کسی خطۂ ارض میں سیاسی اقتدار کے حامل نہیں ہیں تو اس کی ہر صورت کے لیے طریق کار کا اصلِ اصول یہی آیتیں ہیں۔ ان پر غور کیجیے، اللہ تعالیٰ کا جو حکم ان میں بیان ہوا ہے، وہ درجِ ذیل نکات پر مبنی ہے:

ایک یہ کہ دعوت ہمیشہ حکمت و موعظت اور مجادلۂ احسن کے اسلوب میں پیش کرنی چاہیے۔ حکمت سے مراد ان آیات میں دلائل و براہین ہیں اور موعظتِ حسنہ سے دردمندانہ تذکیر و نصیحت۔ مدعا یہ ہے کہ داعی جو بات بھی کہے وہ دلیل و برہان اور علم و عقل کی روشنی میں کہے اور اس کا انداز چڑھ دوڑنے اور دھونس جمانے کا نہیں، بلکہ خیر خواہی اور شفقت و محبت کے ساتھ توجہ دلانے کا ہونا چاہیے، یہاں تک کہ بحث و مباحثہ کی نوبت بھی اگر آجائے تو اس کے لیے پسندیدہ طریقے اختیار کیے جائیں اور اس کے جواب میں حریف اشتعال انگیزی پر اتر آئے تو اس کی اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کے بجائے داعیِ حق ہمیشہ مہذب اور شایستہ ہی رہے۔

دوسرے یہ کہ داعی کی ذمہ داری صرف دعوت تک محدود ہے۔ یعنی بات پہنچادی جائے حق کو ہر پہلو سے واضح کر دیا جائے اور ترغیب و تلقین میں اپنی طرف سے کوئی کسر نہ اٹھا رکھی جائے۔ اس نے اگر اپنا یہ فرض صحیح طریقے سے ادا کر دیا تو وہ اپنی ذمہ داری سے سبک دوش ہوا۔ لوگوں کی ہدایت و ضلالت کا معاملہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں لے رکھا ہے۔ وہ اُن کو بھی جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں اور اُن کو بھی جو ہدایت پانے والے ہیں، لہٰذا ہر ایک کے ساتھ وہی معاملہ کرے گا جس کا وہ مستحق ہوگا۔ داعی کو نہ داروغہ بننا چاہیے، نہ اپنے مخاطبین کے لیے جنت اور جہنم کے فیصلے صادر کرنے چاہییں۔ یہ سب معاملات اللہ تعالیٰ سے متعلق ہیں۔ اس کی ذمہ داری صرف ابلاغ ہے۔ اُسے چاہیے کہ اپنی اس ذمہ داری سے ہرگز کوئی تجاوز نہ کرے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت میں یہ حقیقت قرآنِ مجید نے بعض دوسرے مقامات پر اس طرح واضح کی ہے:

اِنَّكَ لَا تَهۡدِىۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ‌ ۚ وَهُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِيۡنَ. (القصص ۲۸:۵۶)

"تم جن کو چاہو، انھیں ہدایت نہیں دے سکتے، بلکہ اللہ ہی جنھیں چاہتا ہے (اپنے قانون کے مطابق) ہدایت دیتا ہے اور وہی بہتر جانتا ہے ان کو جو ہدایت پانے والے ہیں۔"

اِنۡ تَحۡرِصۡ عَلٰى هُدٰٮهُمۡ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِىۡ مَنۡ يُّضِلُّ‌ وَمَا لَهُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِيۡنَ. (النحل ۱۶:۳۷)

"تم اگر ان کی ہدایت کے لیے حریص ہو تو (تم پر واضح ہونا چاہیے کہ) اللہ اُن کو ہدایت نہیں دیا کرتا جنھیں وہ (اپنے قانون کے مطابق

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com
"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

) گمراہ کر دیتا ہے اور اس طرح کے لوگوں کا کوئی مددگار نہیں ہوتا۔"

اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ. وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا، وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا، وَمَآ اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِوَكِیْلٍ. (الانعام ۶: ۱۰۶-۱۰۷)

"تم بس اُس چیز کی پیروی کرو جو تمھارے پروردگار کی طرف سے تم پر وحی کی گئی ہے۔ اُس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، اور ان مشرکوں سے اعراض کرو اور (جان لو کہ) اگر اللہ چاہتا تو یہ شرک نہ کرتے اور (یہ بھی کہ) ہم نے تم کو ان پر نگران نہیں بنایا اور نہ تم ان کے ضامن ہو۔"

فَذَكِّرْ، اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ. لَسْتَ عَلَیْهِمْ بِمُصَیْطِرٍ. (الغاشیہ ۸۸: ۲۱-۲۲)

"تم یاددہانی کردو، (اے پیغمبر)، تم بس یاددہانی کرنے والے ہی ہو، تم اِن پر کوئی داروغہ نہیں ہو۔"

فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَیْنَا الْحِسَابُ. (الرعد ۱۳: ۴۰)

"سو تم پر صرف پہنچا دینے کی ذمہ داری ہے اور (اِن کا) حساب تو ہمیں ہی لینا ہے۔"

تیسرے یہ کہ دعوت کے مخاطبین اگر ظلم و زیادتی اور ایذا رسانی پر اتر آئیں تو داعی کو اخلاقی حدود کے اندر رہتے ہوئے اتنا بدلہ لینے کا حق ہے جتنی تکلیف اسے پہنچائی گئی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کو پسند یہی ہے کہ صبر سے کام لیا جائے۔ اس صبر کے معنی یہ ہیں کہ حق کے داعی ہر اذیت برداشت کرلیں، لیکن نہ انتقام کے لیے کوئی اقدام کریں، نہ مصیبتوں اور تکلیفوں سے گھبرا کر اپنے موقف میں کوئی ترمیم و تغیر کرنے کے لیے تیار ہوں۔ اس موقع پر صبر کرنے والوں کے لیے بڑی نعمت کا وعدہ ہے۔ اس کا نتیجہ دنیا میں بھی ان کے لیے بہترین صورت میں ظاہر ہوگا اور قیامت میں بھی خدا نے چاہا تو وہ اس کے بہترین نتائج دیکھیں گے۔ قرآن نے ایک دوسرے مقام پر دعوت کی جدوجہد میں برائی کا بدلہ نہ لینے اور اس کے مقابلے میں بھلائی کا رویہ اختیار کرنے کی یہ تعلیم اس طرح دی ہے:

وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّیِّئَةُ، اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ

"اور بھلائی اور برائی یکساں نہیں ہیں۔ تم برائی کو اس خیر سے دفع کرو جو بہتر ہے تو تم دیکھو گے کہ

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ. وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ. وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ، اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ. (حٰم السجدہ ۴۱: ۳۴-۳۶)

وہی جس کے اور تمھارے درمیان عداوت تھی، وہ گویا ایک سرگرم دوست ہے۔ اور (یاد رکھو کہ) یہ دانش نہیں ملتی، مگر اُن کو جو صبر کریں اور نہیں ملتی، مگر اُن کو جو بڑے نصیب والے ہوتے ہیں، اور اگر تم (اس معاملے میں) شیطان کی طرف سے کوئی اکساہٹ محسوس کرو تو اللہ کی پناہ چاہو۔ بے شک، وہ سننے والا ہے، جاننے والا ہے۔''

یہ چیز، ظاہر ہے کہ اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے، جب حق کے داعی پہلے ہی قدم پر اس حقیقت کو سمجھ کر میدان میں اتریں کہ اس راہ میں آزمایش کے بعض ایسے مراحل بھی آتے ہیں، جب مال لٹتا، باغات اجڑتے، مصائب ٹوٹتے، دست و بازو قلم ہوتے، سر جاتا اور جان جان آفریں کے سپرد کرنا پڑتی ہے؛ جب ترغیب و ترہیب کے سب حربوں کا رخ تنہا داعیِ حق کے سینے کی طرف ہو جاتا اور خوف و طمع کے سارے انداز تنہا اسی کو اس راہ سے ہٹانے کے لیے وقف ہو جاتے ہیں، جب اُس کو حوالۂ زندان کیا جاتا، اس کی پیٹھ پر تازیانے برستے، اس کے جوڑ بند الگ کر دیے جاتے، اسے کیچڑ بھرے حوض میں لٹکا دیا جاتا، اسے عین ''مقدس'' اور ''قربان گاہ'' کے درمیان سنگ سار کر دیا جاتا اور اس کا سر قلم کر کے رقاصاؤں کے حضور میں پیش کر دیا جاتا ہے اور اس یقین کے ساتھ اتریں کہ جس مالک نے ان کو ہدایت بخشی ہے اور اس دعوت کی ذمہ داری اُن پر عائد کی ہے، وہ اس راہ کے تمام عقبات میں اُن کی مدد بھی ضرور کرے گا:

وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰنَا سُبُلَنَا، وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا، وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ. (ابراہیم ۱۴: ۱۲)

''اور ہم کیوں نہ اللہ پر بھروسا رکھیں، جب کہ اُس نے ہم کو ہماری راہیں دکھائی ہیں، اور تم جو اذیتیں بھی ہمیں پہنچاؤ گے، ہم ان پر صبر کریں گے، اور (ہمیں معلوم ہے کہ) بھروسا کرنے والوں کو اللہ ہی پر بھروسا کرنا چاہیے۔''

دعوتِ دین کے لیے یہی تین چیزیں لائحۂ عمل کی اساس ہیں۔ ان میں سے آخری دو تو اس سے زیادہ کسی تفصیل کا تقاضا نہیں کرتیں، لیکن حکمت و موعظت کے ساتھ دعوت پیش کرنے کے چند لوازم ہیں۔ جن کا ماخذ دعوتِ حق میں انبیاء علیہم السلام کا اسوہ ہے۔ انھیں ہم کسی قدر تفصیل کے ساتھ یہاں بیان کریں گے۔

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq, anyone wishing to publish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

ذہنی استعداد کا لحاظ

پہلی چیز یہ ہے کہ دعوت ہر داعیِ حق کو اپنے مخاطبین کی ذہنی استعداد کے لحاظ سے پیش کرنی چاہیے۔ وہ لوگ جو دین کے مبادی ہی سے ناواقف ہوں، انھیں وہ اصولی تعلیمات نہیں بتائی جا سکتیں جو ان مبادی سے پیدا ہوتی ہیں اور جو ابھی اصولی تعلیمات ہی کو سمجھ رہے ہوں، ان کے سامنے تفصیلات و لوازم اور جزئیات و فروع کو پیش کر دینا کسی طرح موزوں نہیں ہے۔ دین میں فلسفہ و حکمت کے مباحث اگر عوام کے سامنے پیش نہیں ہو سکتے تو ان سے تعرض کیے بغیر قانون و شریعت کی تفصیلات اہلِ دانش کے دلوں میں بھی نہیں اتر سکتیں۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

"جو لوگ دین کے اس نظام کو اور انبیاے کرام کے اس طریقِ دعوت کی خوبیوں کو نہیں سمجھتے، وہ معرفتِ الٰہی پیدا کرنے سے پہلے لوگوں کو نہ صرف فرض نمازوں، بلکہ تہجد اور اشراق تک کا پابند بنانا چاہتے ہیں۔ وہ نبی کی ضرورت اور اس کی اطاعت و پیروی کا اعتقاد پیدا کرنے سے پہلے لوگوں کی ڈاڑھیوں، لبوں اور پائجاموں کی پیمایش کرتے پھرتے ہیں۔ وہ آخرت پر سچا اور پکا ایمان پیدا کرنے سے پہلے لوگوں پر خشیت، تقویٰ، تواضع اور فروتنی کا جمال دیکھنا چاہتے ہیں۔ ان کی الٹی کوششوں سے ایک حد تک ڈاڑھیاں لمبی تو ہو جاتی ہیں، ازاریں اپنے حد کے اندر تو آ جاتی ہیں، چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے، ہنسنے بولنے، ہر چیز میں ایک مصنوعی مسکینی تو نمایاں ہو جاتی ہے، کھانے پینے، کھانسنے اور چھینکنے، ہر چیز میں پابندیِ سنت کا التزام و اہتمام بظاہر پیدا تو ہو جاتا ہے، لیکن چونکہ یہ سب کچھ غیر عقلی اور غیر فطری طریقہ سے پیدا کیا جاتا ہے، اس وجہ سے اس تمام ہمہمۂ تقویٰ کی حقیقت اس سے زیادہ کچھ نہیں ہوتی کہ مچھر چھانے جاتے ہیں اور اونٹ نگلے جاتے ہیں۔[21]"

یہی چیز ان لوگوں کی تربیت میں بھی ملحوظ رکھنی چاہیے جو دعوت قبول کر لیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صدیق و فاروق، عثمان و علی، معاذ بن جبل، سعد بن معاذ، زید بن ثابت، جابر بن عبد اللہ، عبد اللہ بن مسعود اور اس طرح کے دوسرے اکابر صحابہ کو جن چیزوں کی طرف توجہ دلاتے، جن معاملات پر ان کا محاسبہ کرتے اور ان سے جو باتیں کہتے، وہ عام صحابہ سے نہیں کہتے تھے۔ ایک بدو کو آپ جس طریقے سے دین سمجھاتے تھے وہ اس سے بالکل مختلف ہوتا تھا جو طریقہ آپ ان اکابر کے ساتھ اختیار فرماتے تھے۔ تنہا معاذ بن جبل اور ابوذر غفاری کے ساتھ آپ کے معاملات کا مطالعہ کرنے سے یہ بات

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

[21] دعوتِ دین اور اس کا طریقِ کار، باب ۵، ص ۸۰۔

بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اس معاملے میں آپ کن چیزوں کی رعایت ملحوظ رکھتے تھے۔

اسی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ لوگوں کو جو چیز بھی سکھائی جائے، رفتہ رفتہ اور درجہ بدرجہ سکھائی جائے تاکہ وہ ان کے دل و دماغ میں اترے اور ان کے عمل کا حصہ بنے، وہ جتنا پائیں، اسے اپنے اندر پختہ کر لیں تو انھیں مزید کچھ دیا جائے اور اس طرح دیا جائے کہ وہ نہ کمزوروں پر بوجھ بنے اور نہ زیادہ صلاحیت والوں کے شوقِ طلب کو سرد کر دینے کا باعث بن جائے۔ استاذ امام امین احسن اصلاحی نے اس کی وضاحت میں لکھا ہے:

"ایک داعیِ حق کے کام کی صحیح مثال ایک دہقان کے کام سے دی جا سکتی ہے۔ جس طرح اس کا مقصد صرف اتنی سی بات سے حاصل نہیں ہو سکتا کہ کچھ بیج کسی زمین میں ڈال کر فارغ ہو بیٹھے اسی طرح ایک داعیِ حق کا کام بھی صرف اتنے سے انجام نہیں پا سکتا کہ وہ لوگوں کو کچھ وعظ سنا کر سو رہے۔ بلکہ اس کے مقصد کی تکمیل کے لیے ضروری ہے کہ اس کے اندر اپنی پھیلائی ہوئی دعوت کے ساتھ وہی لگاؤ ہو جو ایک فرض شناس کسان کو اپنے بوئے ہوئے بیج کے ساتھ ہوتا ہے۔ جس طرح کسان نگرانی کرتا ہے کہ بیج زمین میں جڑ پکڑے، اس کو صحیح وقت پر پانی ملے، موسم کی ناسازگاریوں سے محفوظ رہے، صحیح طور پر نشوونما پائے، بے گانہ سبزے اس کی ترقی میں مزاحم نہ ہوں، فضا کے پرندوں اور زمین کے چرندوں کی تاخت سے وہ سلامت رہے۔ اور جب ایک مدت تک اس دھن میں اپنے دن کے اطمینان اور رات کے سکون کو وہ درہم برہم رکھتا ہے، لگاتار محنت اور مسلسل نگہداشت کرتا ہے، تب جا کر کہیں اپنی محنت کا پھل پاتا ہے۔ اسی طرح ایک داعیِ حق کو بھی اسی صورت میں اپنی دعوت کو پھولتے پھلتے دیکھنا نصیب ہوتا ہے جب وہ دعوت کے ساتھ ساتھ تربیت کی جانکاہیوں کے ایک طویل سلسلہ کو جھیلنے کی قابلیت اور ہمت رکھتا ہو۔ ورنہ جس طرح ایک غافل کسان کے بوئے ہوئے بیج زمین اور موسم کی بے مہریوں اور چرند و پرند کی ترکتازیوں کی نذر ہو جاتے ہیں، اسی طرح ایک داعی کی دعوت بھی صدا بصحرا ہو کے رہ جاتی ہے۔[۲۲]"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس نے اپنی کتاب کے نازل کرنے میں تدریج کا جو طریقہ اختیار کیا، وہ اسی مقصد کے تحت اختیار کیا۔ سورۂ اسراء میں ہے:

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا. (۱۷:۱۰۶)	"اور ہم نے اس قرآن کو تو اس لیے تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہے کہ تم اسے ٹھیر ٹھیر کر لوگوں کو

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

۲۲۔ دعوتِ دین اور اس کا طریقِ کار، باب ۱۰، ص ۱۵۲۔

سناؤ اور ہم نے اس کو بڑے اہتمام کے ساتھ اتارا ہے۔''

اسی طرح سورۂ فرقان میں فرمایا ہے:

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا.(۲۵:۳۲)

''اور ان کافروں نے کہا: اس شخص پر سارا قرآن ایک ہی وقت میں کیوں نہیں اتار دیا گیا؟ ہم نے ایسا ہی کیا ہے، اس لیے کہ اس کے ذریعے سے ہم تمھارے دل کو مضبوط کریں اور (یہی وجہ ہے کہ) ہم نے اسے ٹھیر ٹھیر کر پڑھا ہے۔''

ام المومنین سیدہ عائشہ اس کی وضاحت میں فرماتی ہیں:

انما نزل اول ما نزل منه سورة من المفصل فيها ذكر الجنة والنار، حتى اذا اثاب الناس الى الاسلام، نزل الحلال و الحرام، ولو نزل اول شئ لا تشربوا الخمر لقالوا: لا ندع الخمر ابدا اولو نزل: لا تزنوا، لقالوا: لا ندع الزنا ابدا.(بخاری، کتاب فضائل القرآن)

''سب سے پہلی چیز جو قرآنِ مجید میں نازل ہوئی، وہ ''مفصل'' کی ایک سورہ ہے جس میں جنت اور دوزخ کا ذکر ہے، یہاں تک کہ جب لوگ اسلام کے دائرے میں آ گئے، تب حلت و حرمت کے احکام نازل ہوئے، اور (واقعہ یہ ہے کہ) اگر شروع ہی میں یہ حکم آ جاتا کہ شراب نہ پیو، تو لوگ کہتے کہ ہم ہرگز شراب نہ چھوڑیں گے اور اگر یہ حکم اترتا کہ زنا نہ کرو، تو وہ کہتے کہ ہم ہرگز زنا نہ چھوڑیں گے۔''

نفسیات کا لحاظ

دوسری چیز یہ ہے کہ ذہنی استعداد کے ساتھ مخاطبین کی نفسیات کا لحاظ بھی رکھنا چاہیے۔ جس طرح بے موسم کی بارش زمین کے لیے بے اثر رہتی، بلکہ بعض اوقات الٹا باعثِ نقصان ہو جاتی ہے، اسی طرح دل و دماغ کی مختلف حالتوں کا اندازہ کیے بغیر اگر کوئی دعوت پیش کی جائے تو وہ بھی قلوب و اذہان میں جگہ پیدا نہیں کرتی۔

چنانچہ دعوت کے اس کام میں مجرد اس بات پر اعتماد نہیں کر لینا چاہیے کہ حق اپنی داخلی قوت کی بنا پر دلوں میں اتر

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal is exclusively published on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

جائے گا، بلکہ یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ جو لوگ اِس حق کے مخاطب ہیں، وہ نفسیاتی نقطۂ نظر سے بھی کیا اس کو سننے اور سمجھنے کے لیے تیار ہیں۔

اس سلسلے میں جو معاملات ایک داعیِ حق کو پیش آتے ہیں، وہ سب تو یہاں بیان نہیں کیے جا سکتے، تاہم اس سے متعلق جو اصولی باتیں قرآن و حدیث سے معلوم ہوتی ہیں، وہ ہم یہاں واضح کیے دیتے ہیں:

۱۔ دین کی جو بات بھی لوگوں کے سامنے پیش کی جائے، اس کو ہمیشہ اس پہلو سے پیش کرنا چاہیے جس سے مخاطب نفرت اور اجنبیت کے بجائے انس اور سہولت محسوس کرے۔ ایک ہی چیز بعض اعتبار سے سہل اور بعض اعتبار سے مشکل ہوتی ہے۔ دعوت کی ابتدا میں اگر اس کے وہی پہلو نمایاں کیے جائیں جو بے گانہ سے بے گانہ لوگوں کے لیے بھی اپنے اندر دلآویزی کا بہت کچھ سامان رکھتے ہیں تو بعد میں یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ اپنے طبائع سے بظاہر ناموافق چیزوں کو بھی بتدریج قبول کر لیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: 'بشروا ولا تنفروا'[۲۳] (لوگوں کو خوش خبری دو، ان میں نفرت نہ پھیلاؤ)۔ چنانچہ بطورِ اصول فرمایا ہے:

فانما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین. (بخاری، کتاب الوضو)

"تم آسانی پیدا کرنے والے بنا کر بھیجے گئے، دشواری پیدا کرنے والے بنا کر نہیں بھیجے گئے۔"

۲۔ اپنے مخاطب کے معتقدات کی تردید اور اس کی محبوب شخصیتوں پر تنقید میں بھی ایسا اسلوب اختیار نہیں کرنا چاہیے جو اس کے اندر حمیتِ جاہلی کے بھڑکنے کا باعث بن جائے۔ اپنی گفتگو میں یہ بات خاص طور پر ملحوظ رکھنی چاہیے کہ اپنے اور مخاطبین کے اکابر میں ترجیح و تفضیل کی بحثوں سے جہاں تک ہو سکے گریز کیا جائے اور سارا زور اپنے نقطۂ نظر کی وضاحت اور اپنے مقصد کو پانے ہی پر صرف کیا جائے۔ حق پرستی کے جوش اور باطل کی تردید کے جذبہ سے مغلوب ہو کر کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہیے جو مخاطب کو اندھا بہرا کر دے اور جو اینٹ پتھر بھی اس کے ہاتھ میں آجائے، وہ اسے اٹھا کر پھینک مارے۔ سورۂ انعام میں فرمایا ہے:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ.(۱۰۸:۶)

"اور اللہ کے سوا یہ جن کو پکارتے ہیں، تم انھیں گالی نہ دو کہ (اس کے نتیجے میں) وہ تجاوز کر کے بے خبرانہ اللہ کو گالیاں دینے لگیں۔"

۳۔ دعوت کے مخاطبین میں جو لوگ اپنی قوم کے لیڈر اور پیشوا ہوں، ان کے بارے میں یہ بات خاص طور

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

۲۳۔ بخاری، کتاب العلم۔

پر ملحوظ رہنی چاہیے کہ اس طرح کے لوگ چونکہ دوسروں کی عزت و تکریم کے خوگر ہوتے ہیں، اس وجہ سے داعی کے لب و لہجے اور مخاطبت کے اسلوب سے ان کے پندارِ نفس پر چوٹ نہ پڑے کہ مبادا یہی چیز ان کے لیے قبولِ حق میں رکاوٹ بن جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے دو جلیل القدر پیغمبروں —— موسیٰ و ہارون —— کو اسی پہلو سے ہدایت فرمائی:

اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى. فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى. (طٰہٰ ۲۰: ۴۳-۴۴)

”تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ، بے شک وہ بہت سرکش ہو گیا ہے۔ اس لیے اسے نرمی کے ساتھ دعوت دو، شاید وہ نصیحت حاصل کر لے یا (اپنے رب سے) ڈرے۔“

یہاں تک کہ اگر کسی وقت ان لوگوں کے اخلاق و کردار کی پستی پر تنقید خود دعوت کی ضرورت بن جائے تو اس کے لیے بھی بالواسطہ اسلوب ہی اختیار کرنا چاہیے۔ قرآنِ مجید میں اس کی بہترین مثال سورۂ قلم میں قریش کی قیادت پر اللہ تعالیٰ کا تبصرہ ہے:

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ. هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۢ بِنَمِيْمٍ. مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ. عُتُلٍّۢ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ. اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ. اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ. (۶۸: ۱۰-۱۵)

”اور تم بات نہ سنو ہر جھوٹی قسمیں کھانے والے کی، ذلیل، اشارہ باز، چغلی لیے پھرتا، بھلائی سے روکتا، حد سے بڑھتا، حق مارتا، سنگ دل اور اس پر مزید یہ کہ بے اصل بھی ہے۔ یہ اس بنا پر ہوا کہ اس کے پاس مال و اولاد ہے۔ اس کو ہماری آیتیں سنائیے تو کہتا ہے: یہ پہلوں کے افسانے ہیں۔“

۴۔ دعوت کے مخاطبین جب اعتراض، نکتہ چینی، طنز و تعریض اور ٹھٹھے مخول کی طرف مائل ہوں تو نہ صرف یہ کہ اس حالت میں ان کے سامنے دعوت پیش نہیں کرنی چاہیے، بلکہ دعوت پیش کر دینے کے بعد بھی اگر مخاطب پر اس طرح کا دورہ پڑ جائے تو داعی کو چاہیے کہ بحث ختم کر کے وہاں سے ہٹ جائے اور اپنی بات کسی دوسرے مناسب موقع پر لوگوں کے سامنے پیش کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ

”اور جب تم دیکھو وہ لوگ جو ہماری آیتوں میں عیب نکالتے ہیں تو ان سے الگ ہو جاؤ، یہاں تک

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

حَدِیْثٍ غَیْرِہٖ ط وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ.(الانعام ۶:۶۸)

کہ وہ کسی دوسری بات میں لگ جائیں اور اگر کبھی شیطان تمھیں بھلا دے تو یاد آ جانے کے بعد ان ظالموں کے پاس بہر حال نہ بیٹھو۔''

۵۔ داعی کے لیے ضروری ہے کہ وہ دعوت میں خشکی، دراز نفسی، موقع بے موقع بات کہنے کے لیے بے تابی، بے ضرورت تکرار اور کلام میں یک رنگی اختیار کر لینے سے اپنے آپ کو بچائے۔ اسی طرح جب مخاطب کسی ایسی دل چسپی میں منہمک ہو کہ جس کو چھوڑ کر دعوت کی طرف متوجہ ہونا اُس کی طبیعت پر گراں گزرے، اُس وقت بھی اس کے سامنے دعوت پیش کرنے سے احتراز کرنا چاہیے:

عن ابی وائل، قال: کان عبد اللّٰہ یذکر الناس فی کل خمیس. فقال له رجل: یا ابا عبد الرحمن، لوددت انک ذکرتنا کل یوم. قال: اما انه یمنعنی من ذلک انی اکرہ ان املکم وانی اتخولکم بالموعظة کما کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یتخولنا بها مخافة السامة علینا.(بخاری، کتاب العلم)

''ابو وائل سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ ابنِ مسعود لوگوں کو ہر جمعرات کے دن نصیحت کرتے تھے۔ ایک شخص نے ان سے کہا کہ اے ابو عبد الرحمٰن، میں چاہتا ہوں کہ آپ ہمیں روزانہ نصیحت کریں۔ انھوں نے فرمایا: میں یہ اس لیے نہیں کرتا کہ کہیں تم لوگوں کے لیے یہ بھاری نہ ہو جائے۔ میں بھی اسی طرح ناغہ کر کے تمھیں نصیحت کرتا ہوں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ناغہ کر کے نصیحت کرتے تھے کہ ہم بے زار نہ ہو جائیں۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ کے اختصار کو خطیب کی دانش مندی کی علامت قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

ان طول صلوٰۃ الرجل و قصر خطبته مئنة من فقهه. فاطیلوا الصلوٰۃ واقصروا الخطبة، وان من البیان سحراً.(مسلم، کتاب الجمعہ)

''آدمی کی نماز کا لمبا ہونا اور خطبہ کا مختصر ہونا اس کی دانش مندی کی علامت ہے، اس لیے نماز لمبی کرو اور خطبہ کو مختصر کر دو اور جان لو کہ بعض بیان جادو ہوتے ہیں۔''

اسی طرح آپ کے ایک جلیل القدر صحابی حضرت عبد اللہ بن عباس کا ارشاد ہے:

حدث الناس کل جمعة مرۃ، فان

''لوگوں کو ہر جمعہ کے دن وعظ و نصیحت کیا

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq, anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

ابیت فمرتین، فان اکثرت فثلاث، ولا تمل الناس هذا القرآن، ولا الفینک تاتی القوم وھم فی حدیث من حدیثھم فتقص علیھم فتملھم، ولکن انصت فاذا امروک فحدثھم وھم یشتھونہ.

(بخاری، کتاب الدعوات)

کرو۔ پھر اگر اس سے زیادہ ہو تو ہفتہ میں دو مرتبہ اور اگر اس سے بھی زیادہ کرنا چاہو تو تین مرتبہ۔ لوگوں کو اس قرآن سے بیزار نہ کرو اور میں تمھیں اس طرح نہ دیکھوں کہ تم کسی قوم کے پاس جاؤ اور وہ اپنی باتوں میں لگے ہوں اور تم انھیں وعظ سنانا شروع کر دو اور اس طرح انھیں بیزار کرو۔ یہ نہیں، بلکہ خاموش رہو۔ پھر جب لوگ فرمایش کریں تو اُنھیں سناؤ اس طرح کہ وہ خواہش سے سنیں۔“

۶۔ داعیِ حق کو جس طرح بے موقع اپنی بات کہنے سے احتراز کرنا چاہیے، اسی طرح ہر وقت ان مواقع کا منتظر بھی رہنا چاہیے جب وہ محسوس کرے کہ دل کے صدف کسی خاص صورتِ حال کی وجہ سے اِس ابرِ نیسانی کو اپنی آغوش میں لینے کے لیے تیار اور روح کے دریچے اس نسیمِ جاں فزا کے لیے بالکل وا ہیں۔ دیکھیے، یوسفِ صدیق نے اس طرح کے ایک موقع پر کس شوق و محبت سے پسِ دیوارِ زندان یہ دعوت اپنے ساتھیوں کے سامنے پیش کر دی:

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ، قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ، نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ. قَالَ: لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا. ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ. اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ. وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ مَا

”اور اس کے ساتھ دو اور نوجوان بھی قید خانہ میں داخل ہوئے۔ اُن میں سے ایک نے کہا: میں اپنے آپ کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں شراب نچوڑتا ہوں اور دوسرے نے کہا: میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ سر پر روٹی اٹھائے ہوئے ہوں جس میں سے پرندے کھا رہے ہیں۔ ہمیں اس کی تعبیر بتائیے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ایک نیک آدمی ہیں۔ یوسف نے کہا: یہاں جو کھانا تمھیں ملا کرتا ہے، اس کے آنے سے پہلے میں تمھیں تعبیر بتا دوں گا۔ یہ اُس علم ہی کا حصہ ہے جو میرے رب نے مجھے

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ، ذٰلِكَ
مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ.
يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ
خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ. مَا
تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً
سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ
بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ، اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ.
اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ
الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ.
يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ
رَبَّهٗ خَمْرًا، وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ
فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ، قُضِيَ الْاَمْرُ
الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ.(یوسف ۱۲: ۳۶-۴۱)

سکھایا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ میں نے ان لوگوں کا طریقہ چھوڑ دیا جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے اور وہی آخرت کے منکر ہیں اور میں نے اپنے بزرگوں ابراہیم، اسحق اور یعقوب کا طریقہ اختیار کیا ہے۔ ہمیں حق نہیں کہ ہم کسی کو اللہ کا شریک ٹھیرائیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے ہم پر اور تمام انسانوں پر، لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔ اے میرے زندان کے دونوں ساتھیو، کیا بہت سے رب اچھے ہیں یا وہ ایک اللہ جو سب پر غالب ہے؟ تم اس کے سوا جن کو پوجتے ہو، وہ بس کچھ نام ہیں جو تم نے اور تمھارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں۔ اللہ نے ان کی کوئی دلیل نہیں اتاری۔ سارا اقتدار صرف اللہ کا ہے۔ اس نے حکم دیا کہ اس کے سوا کسی کو مت پوجو۔ یہی دینِ قیم ہے، مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اے میرے زنداں کے دونوں ساتھیو، تم میں سے ایک تو اپنے آقا کو شراب پلائے گا۔ رہا دوسرا تو اسے سولی دی جائے گی۔ پھر پرندے اس کا سر نوچ کر کھائیں گے۔ اس بات کا فیصلہ ہوا جس کے بارے میں تم دونوں پوچھ رہے تھے۔''

استاذ امام امین احسن اصلاحی یوسف صدیق کی اس دعوت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس پر ایک نظر ڈال کر واقعہ کی پوری تصویر چشمِ تصور کے سامنے لائیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ دو آدمی جیل میں داخل ہوتے ہیں۔ دونوں خواب دیکھتے ہیں۔ انھیں خواب کی تعبیر معلوم کرنے کا شوق ہوتا ہے۔ قید خانہ کے آدمیوں میں ہر اعتبار سے حضرت یوسف علیہ السلام ہی ایسے آدمی ان کو نظر آتے ہیں جن کی طرف اس غرض سے وہ رجوع کر سکتے ہیں۔ چنانچہ حسنِ عقیدت و احترام کے جذبہ کے ساتھ اپنے

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

خواب وہ ان کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ حضرتِ یوسف علیہ السلام اس موقع پر یہ نہیں کرتے کہ انھیں خواب کی تعبیر بتا کر رخصت کر دیں یا ان کے جذبۂ عقیدت سے فائدہ اٹھا کر ان پر اپنی شخصیت و بزرگی کا رعب جمانے کی کوشش کریں اور اس سے کوئی ذاتی فائدہ حاصل کرنا چاہیں، بلکہ وہ ان کے اس التفات کو غنیمت سمجھ کر وہ دعوت ان کے سامنے پیش کر دیتے ہیں جو ان کے دل سے لگی ہوتی ہے:

امیر جمع ہیں احباب، دردِ دل کہہ لے
پھر التفاتِ دلِ دوستاں رہے نہ رہے

اور پیش کرنے کا انداز ایسا اختیار فرماتے ہیں کہ گویا سلسلۂ سخن میں بات پیدا ہو گئی ہے نہ کہ قصد کر کے ایک بات کے کہنے کے لیے موقع پیدا کیا گیا ہے۔ اس سے ایک اہم حقیقت تو یہ سامنے آئی کہ جس طرح ایک کسان تخم ریزی کے لیے گھات لگائے بارش کا انتظار کرتا ہے، اسی طرح ایک داعیِ حق کو بھی اپنے گرد و پیش پر نظر رکھنی چاہیے کہ کب کسی کے دل کے اندر اس کے لیے وہ التفات پیدا ہوتا ہے جو اس کی دعوت کی تخم ریزی کے لیے فصل و موسم کا کام دے سکتا ہے۔ اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ جب اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے کوئی اس طرح کا موقع میسر آ جائے تو نہ تو اس کو ضائع کرنا جائز ہے اور نہ اس اعلیٰ مقصد کے سوا کسی اور غرض کے لیے اس کو استعمال کرنا جائز ہے۔ اس طرح کے مواقع جب خود غرض لوگوں کو ملتے ہیں تو بجائے اس کے کہ ان کو دعوتِ حق کے لیے استعمال کریں، اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ اس کو اپنی ذاتی اغراض کے حصول کا ذریعہ بنائیں۔ اس زمانہ میں عام طور پر ہمارے علما و مشائخ اس بیماری میں مبتلا ہیں۔ وہ جب اپنی طرف کسی دل کو ملتفت پاتے ہیں تو اس کو دیکھ کر خوش تو بہت ہوتے ہیں، لیکن ان کی خوشی اس طرح کی نہیں ہوتی جس طرح کی خوشی حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے ساتھیوں کے التفات سے ہوئی تھی۔ بلکہ یہ خوشی اس مکڑی کی خوشی کی طرح ہوتی ہے جو اپنے ارد گرد جالا تن کر مکھیوں کے انتظار میں بیٹھتی ہے اور جب کسی مکھی کو پاس آتے دیکھتی ہے تو جوشِ نشاط سے ناچنے لگتی ہے کہ ایک فربہ شکار ہاتھ آیا۔[۲۴]''

۷۔ دعوت کو ہمیشہ اتفاق سے اختلاف اور مسلم سے متنازع فیہ کی طرف لے جانا چاہیے۔ وہ باتیں جو مخاطب مانتا ہے، جو اس کے لیے اجنبی نہیں ہیں، ان کے اقرار و اعتراف سے شروع کر کے بتدریج ان امور کی طرف جو ان مسلمات سے لازم آتے ہیں، اس طرح بڑھنا چاہیے کہ مخاطب مانوس سے غیر مانوس کی طرف منتقل ہوتے

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

۲۴؎ دعوتِ دین اور اس کا طریقِ کار، باب ۹، ص ۱۴۵-۱۴۷۔

ہوئے بالکل غیر محسوس طریقے سے ان حقائق کی طرف مائل ہو جائے جنھیں کوئی داعیِ حق اس سے منوانا چاہتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے یہ ہدایت اس طرح فرمائی ہے:

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ. يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ وَمَاۤ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ. هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَاۤءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ. مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ.

(آلِ عمران ۳: ۶۴-۶۷)

”کہہ دو، اے اہلِ کتاب، اس بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمھارے درمیاں یکساں ہے: یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرائیں اور ہم میں سے کوئی ایک دوسرے کو اللہ کے سوا اپنا پروردگار نہ قرار دے۔ پھر اگر وہ اعراض کریں تو صاف کہہ دو کہ گواہ رہو، بے شک ہم تو مسلم ہیں۔ اے اہلِ کتاب، تم ابراہیم کے بارے میں کیوں حجت کرتے ہو، دراں حالیکہ تورات اور انجیل تو ابراہیم کے بعد ہی نازل ہوئی ہیں۔ پھر کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟ تمھی لوگ ہو کہ تم ان چیزوں کے بارے میں حجت کر چکے جن کا تمھیں کچھ علم تھا، لیکن اب اس چیز کے بارے میں کیوں حجت کرنے چلے ہو جس کا تمھیں کچھ بھی علم نہیں۔ اور (واقعہ یہ ہے کہ) اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ ابراہیم نہ یہودی تھا نہ نصرانی، بلکہ ایک مسلمِ حنیف تھا اور وہ ہرگز مشرکوں میں سے نہ تھا۔“

۸۔ مخاطب اگر ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے دلیل کے بجائے دھاندلی پر اتر آئے تو اس دلیل کو لے کر اس کے سر ہو جانے کے بجائے اپنی بات کسی دوسرے پہلو سے اس طرح پیش کرنی چاہیے کہ وہ اگر نہ بھی مانے تو کم سے کم اسے بحث وجدال کی راہ نہ مل سکے اس کی بہترین مثال حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ مناظرہ ہے جو نمرود کے ساتھ ہوا:

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖۤ

”تم نے اس شخص کو نہیں دیکھا جس نے ابراہیم

اَنْ اٰتٰـہُ اللّٰہُ الْمُلْکَ اِذْ قَالَ اِبْرٰھٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ. قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ. قَالَ اِبْرٰھٖمُ فَاِنَّ اللّٰہَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِھَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُھِتَ الَّذِیْ کَفَرَ ط وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ.(البقرہ۲:۲۵۸)

سے اس کے پروردگار کے بارے میں حجت کی اس لیے کہ اللہ نے اسے بادشاہی عطا کی تھی۔ جب ابراہیم نے کہا: میرا پروردگار تو وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے۔ وہ بولا: میں جلاتا اور مارتا ہوں۔ ابراہیم نے کہا: یہ بات ہے تو اللہ سورج کو پورب سے نکالتا ہے تو ذرا اسے پچھم سے نکال لا۔ یہ سن کر وہ کافر ششدر رہ گیا۔ اور (واقعہ یہ ہے کہ) اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔“

طرزِ کلام

تیسری چیز یہ ہے کہ دعوتِ حق کا مقصد چونکہ محض ایک حقیقت کو واضح کر دینا ہی نہیں ہے، بلکہ یہ ہے کہ وہ حقیقت اس طرح واضح ہو جائے اور اس پیرایۂ بیان میں واضح ہو جائے کہ عوام و خواص میں سے کسی کو بھی اس کے سمجھنے میں کوئی دقت باقی نہ رہے۔ اس وجہ سے داعیِ حق کی لازماً یہ کوشش ہونی چاہیے کہ اپنی بات ایسے مؤثر، دل نشیں اور فطری اسلوب میں کہے کہ جن کی مٹی میں کچھ بھی صلاحیت ہے، اس کا بیج ان میں جڑ پکڑ لے اور منہ موڑ لینے والوں کے بارے میں بھی یہ بات بالکل واضح ہو جائے کہ ان بیابانوں سے کسی روئیدگی کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ اس دعوت کی یہی ضرورت ہے جس کے پیشِ نظر حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اس کے لیے مبعوث ہوئے تو انھوں نے اپنے پروردگار سے دعا کی:

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ. وَیَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ. وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ. یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ. وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَھْلِیْ. ھٰرُوْنَ اَخِی. اشْدُدْ بِہٖٓ اَزْرِیْ. وَاَشْرِکْہُ فِیْٓ اَمْرِیْ. کَیْ نُسَبِّحَکَ کَثِیْرًا. وَّنَذْکُرَکَ کَثِیْرًا. اِنَّکَ کُنْتَ بِنَا بَصِیْرًا. (طٰہٰ۲۰:۲۵-۳۵)

”پروردگار، تو میرا سینہ کھول دے اور میری مہم کو آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ سلجھا دے کہ لوگ میری بات سمجھیں اور میرے خاندان سے میرے لیے ایک وزیر مقرر کر دے، ہارون جو میرا بھائی ہے۔ اس کے ذریعے سے میری کمر مضبوط کر اور اس کو میری ذمہ داری میں شریک بنا تاکہ ہم زیادہ سے زیادہ تیری تسبیح کریں اور زیادہ سے زیادہ تیرا چرچا کریں۔ بے شک، تو ہمیشہ ہمارا

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

نگران رہا ہے۔"

چنانچہ داعیِ حق کو اس کے پیشِ نظر اپنے طرزِ کلام میں جو خصوصیات پیدا کرنی چاہییں، وہ یہ ہیں:

ا۔ اس کا کلام ہمیشہ ابہام سے پاک اور واضح ہونا چاہیے۔ اس زمین پر دعوتِ حق کا جو سب سے اعلیٰ نمونہ قرآنِ مجید کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ. عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ. بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ. (الشعراء ۲۶: ۱۹۲-۱۹۵)

"اور بے شک، یہ عالم کے پروردگار کا اتارا ہوا ہے، نہایت اہتمام کے ساتھ۔ اس کو تمھارے دل پر روح الامین لے کر نازل ہوا ہے تاکہ تم آگاہ کر دینے والوں میں سے بنو، بہت واضح عربی زبان میں۔"

استاذ امام امین احسن اصلاحی نے انبیا علیہم السلام اور دوسرے جلیل القدر داعیوں کے کلام کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

"وہ اپنے وقت کی اس بولی میں گفتگو کرتے ہیں جو زیادہ سے زیادہ خوبی اور صفائی کے ساتھ حرفِ مدعا کو قوم کے ہر حلقہ تک پہنچا سکے۔ اس میں نہ اجمال و ابہام ہوتا ہے، نہ غیر ضروری طوالت، نہ استعارات و تشبیہات کی کثرت ہوتی ہے، نہ عقل آزما تلمیحات کی زیادتی، نہ ثقیل اور غیر مانوس الفاظ کی بھرمار ہوتی ہے، نہ رکاکت اور ابتذال کا کوئی شائبہ۔ دھلی ہوئی زبان، بے تکلف استعارے، حقیقت کو مجاز کے بھیس میں دکھا دینے والی تشبیہیں اور تمثیلیں۔ علاوہ ازیں غصہ کے بجائے دل سوزی، سختی کے بجائے نرمی اور آرایشِ بیان کے بجائے سادگی اور صفائی۔ وہ اپنے وقت کی مختلف طرزوں (اسٹائل) میں سے اس طرز کو اختیار کرتے ہیں جو وقار، اثر انگیزی اور وضاحتِ مقصد کے لیے سب سے زیادہ موزوں اور اعلیٰ ہوتی ہے۔ پھر اپنے نفس کی بلندی، اپنے ولولۂ دعوت کی گرمی و دل سوزی اور اپنے علم کی یقین آفرینی اور ایمان بخشی اور سب سے زیادہ اپنے مدعا کو سمجھانے کی گہری خواہش سے اس کو اس قدر ترقی دے دیتے ہیں کہ ان کا اپنا ایک نیا اسٹائل پیدا ہو جاتا ہے جو خود نمونہ اور مثال کا کام دینے لگتا ہے۔ اس اسٹائل کی اصلی خصوصیت اس کی دل نشینی اور افہام کی صلاحیت ہے، لیکن اسی کے ساتھ ساتھ اس کی روانی اور سادگی کی وجہ سے اس میں ایسی ادبی خوبی بھی پیدا ہو جاتی ہے کہ اس کے آگے بڑے بڑے ادیبوں کے کلام بالکل بے جان معلوم ہونے لگتے ہیں۔ اس کے لفظ لفظ سے رس ٹپکتا ہے اور فقرہ فقرہ سے روح کی غذا ملتی ہے۔ اس کی تاثیر سے نہ صرف افراد کی، بلکہ

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net

قوموں کی زندگیاں بدل جایا کرتی ہیں، اور ایک داعیِ حق کے ہاتھ میں یہ وہ طاقت ہے جس کا مسلح فوجیں بھی مقابلہ نہیں کر سکتیں۔[25]''

۲۔ داعی کو اپنی بات ایک ہی طریقے اور ایک ہی اسلوب میں کہہ کر اپنے آپ کو فرضِ دعوت سے سبک دوش نہیں کر لینا چاہیے، بلکہ اپنا مدعا اتنے مختلف اسلوبوں اور متنوع طریقوں سے پیش کرنا چاہیے کہ اس کے حامی اور مخالف سب پکار اٹھیں کہ اس نے پہنچانے کا حق ادا کر دیا:

وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ. (الانعام ۶: ۱۰۵)

''اور اسی طرح ہم اپنی دلیلیں مختلف طریقوں سے پیش کرتے ہیں تاکہ اُن پر حجت قائم ہو اور تاکہ وہ بول اٹھیں کہ تم نے اچھی طرح پڑھ کر سنا دیا اور تاکہ ہم اس کی وضاحت کر دیں اُن لوگوں کے لیے جو جاننا چاہیں۔''

۳۔ داعیِ حق کا کلام صرف حجت و استدلال ہی کا بہترین نمونہ نہیں ہونا چاہیے، بلکہ جوش و جذبہ سے بھی اس کے ساتھ اس طرح لبریز ہونا چاہیے کہ وہ لوگوں کو مخاطب کرے تو اس کی دعوت میں وہ اس کا دل اس کی زبان پر بولتا ہوا دیکھیں۔ قرآنِ مجید کے آخری دو ابواب کی مکیات اس طرزِ کلام کی بہترین مثال ہیں۔ انھیں پڑھیے تو متکلم کے لفظوں میں شعلے لپکتے، اس کی صداؤں میں بجلیاں کڑکتی اور اس کے لہجے میں دریا بلند و بالا پہاڑوں کی چوٹیوں سے وادیوں میں گرتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ داعی کے کلام میں یہ خصوصیت، ظاہر ہے کہ اس کے محکم عقیدہ، اس کے یقین و اذعان اور اس کے نہاں خانۂ دل میں مخاطبین کے لیے اس کی ہم دردی و دل سوزی سے پیدا ہوتی ہے اور اسے دنیا میں قیامت کا منادی بنا دیتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بیان ہوا ہے:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا خطب احمرت عيناه و علا صوته واشتد غضبه، حتى كانه منذر جيش، يقول: صبحكم ومساكم. (مسلم، کتاب الجمعہ)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تقریر فرماتے تو آنکھیں سرخ ہو جاتیں، آواز بلند ہو جاتی، جذبات میں تیزی آ جاتی، یہاں تک کہ معلوم ہوتا کہ کسی فوج کے آ پڑنے سے آگاہ کر رہے ہیں۔ فرماتے: وہ تم پر صبح کو آ پڑے یا شام کو۔''

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

۲۵۔ دعوتِ دین اور اس کا طریقِ کار، باب ۹، ص ۱۴۵-۱۴۷۔

۴۔اس جوش و جذبہ اور حجت و استدلال کی گرمی کے باوجود داعیِ حق کو مناظرانہ انذارِ کلام سے ہمیشہ بچنا چاہیے، یہاں تک کہ اگر کوئی مخاطب اس پر اتر آئے تو اسے چاہیے کہ اعراض کی راہ اختیار کرے اور اس کی کچھ پروا نہ کرے کہ اس چیز کو اس کی فتح پر محمول کیا جاتا ہے یا شکست پر۔ اسے اس بات سے بہت اچھی طرح واقف ہونا چاہیے کہ دعوتِ حق اور مناظرہ بازی میں ایسا تضاد ہے کہ یہ دونوں چیزیں کبھی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں:

فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ؕ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ. وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ. اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ. (الحج ۲۲: ۶۷-۶۹)

”چنانچہ وہ (اب) اس معاملے میں تم سے کوئی جھگڑا نہ کر سکیں اور تم (اسی طرح) اپنے رب کی طرف بلاتے رہو۔ بے شک، تم ہی سیدھی راہ پر ہو اور اگر وہ تم سے جھگڑیں تو کہہ دو کہ اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو۔ اللہ قیامت کے دن تمھارے درمیان اس چیز کا فیصلہ کر دے گا جس میں تم اختلاف کرتے رہے ہو۔“

۵۔ داعیِ حق کا کلام ہمیشہ اپنے مقصد سے جڑا ہوا، اپنے ہدف سے چمٹا ہوا اور اپنی منزل سے لگا ہوا ہونا چاہیے۔ اس کی باتوں میں ایسی وحدت، ہم آہنگی اور توافق ہونا چاہیے کہ اسے جہاں سنیے یہی معلوم ہو کہ ایک ہی صدا ہے جو ہر موضوع اور ہر مضمون پر اُس کے وجود سے نکلتی اور ایک ہی مقام ہے جہاں تک پہنچنے کے لیے بے تاب نظر آتی ہے۔ قرآنِ مجید ابتدا سے انتہا تک اس طرزِ کلام کا بہترین نمونہ ہے۔ دعوتِ حق کا کام کرنے والوں کو خاص اس نقطۂ نظر سے اسے بار بار دیکھتے رہنا چاہیے۔

طرزِ استدلال

چوتھی چیز یہ ہے کہ طرزِ کلام کی طرح داعیانِ حق کو اپنے طرزِ استدلال میں بھی، جس حد تک ممکن ہو وہ خصوصیات پیدا کرنی چاہییں جو ہم انبیا علیہم السلام کے کلام میں دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب، قرآنِ مجید کو انھی خصوصیات کا حامل ایک شہ پارۂ علم و ادب بنا کر نازل کیا ہے۔ اس کتاب کو تدبر کے ساتھ پڑھیے تو اس کے استدلال میں شروع سے آخر تک یہ بالکل نمایاں محسوس ہوتی ہیں۔ طرزِ استدلال کی یہی خصوصیات ایک ترتیب کے ساتھ ہم یہاں بیان کریں گے۔

پہلی خصوصیت یہ ہے کہ انبیا علیہم السلام کبھی حجت و استدلال کے وہ مصنوعی طریقے اختیار نہیں کرتے جو

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently the journal and its contents are uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

کسی قوم میں علم کی سادہ حقیقتوں کے فن بن جانے سے پیدا ہوتے ہیں اور جن میں تلعب بالعلم کے شائق بعض دانش وروں کے سوا کسی کو کوئی دل چسپی نہیں ہوتی۔ وہ اس کے برعکس اپنے استدلال کے لیے بالکل سادہ، فطری، بے آمیز اور خالص مواد کا انتخاب کرتے اور اسے عقلِ عام کی مسلم حقیقتوں کے حوالے سے اس قدر زندہ اور متحرک فکر کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں کہ عقل جاگتی، ذہن بیدار ہو جاتے اور مردہ دلوں میں زندگی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ چنانچہ ان کے استدلال کا یہی فطری اسلوب ہے جس کی بنا پر وہ ہر شخص جس کے دل و دماغ پر زنگ ہی نہ لگ گیا ہو، بے اختیار یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ:

میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

دوسری خصوصیت یہ ہے کہ وہ استدلال کا مقدمہ اس طرح قائم کرتے اور اسے اس طریقے سے اپنے مخاطب کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ ان کے کلام میں وہ صرف دلیل ہی نہیں پاتا، اس کے ساتھ استدلال کی قابلیت بھی اس کے ذریعے سے اپنے اندر پیدا کر لیتا ہے۔ چنانچہ اہلِ منطق کی طرح اپنے استدلال کا صغریٰ کبریٰ ترتیب دینے کے بجائے وہ اپنے مخاطب کو ماخذ استدلال کی طرف توجہ دلائیں گے۔ اس کے بعض لوازم خود بیان کر دیں گے۔ بعض کی طرف محض اشارہ کر دینے پر اکتفا کریں گے۔ بعض کو بالکل واضح کر دیں گے اور اس سے جو نتائج بالبداہت نکلتے ہوں، انھیں مخاطب کے فہم پر چھوڑ دیں گے۔ یہاں تک کہ وہ فکر و تدبر سے یہ نتائج خود پیدا کرے گا اور پھر پورے دن کی روشنی میں ان حقائق کو دیکھ لے گا جن تک وہ انھیں پہنچانا چاہتے ہیں۔ اس طرح وہ اسے اجمال سے تفصیل، اصل سے فرع، کلیہ سے جزئیہ، بدیہی سے نظری اور مشہود سے لازم تک پہنچنے کی ایسی تربیت دیتے ہیں کہ وہ نہ صرف یہ کہ ان کے مدعا کو اپنی لوحِ دل پر پڑھتا، بلکہ ان کے طرزِ استدلال سے حکمت و معرفت کی وہ روشنی حاصل کر لیتا ہے جس سے انفس و آفاق کی ہر چیز ظلمتوں کے پردے چاک کر کے اس کے منصۂ فکر پر اس طرح نمودار ہو جاتی ہے کہ اس کے بارے میں کم سے کم اس کے دل میں کوئی ریب و گمان نہیں رہتا۔

تیسری خصوصیت یہ ہے کہ وہ نہ مخاطب کے کسی غلط مسلمہ کو کبھی بنائے استدلال بناتے ہیں اور نہ دوسروں کے کسی نظریہ اور واہمہ کو اساس بنا کر اس پر اپنے استدلال کی عمارت کھڑی کرتے ہیں۔ وہ اپنے استدلال کی بنیاد ہمیشہ ایسے محکم دلائل پر قائم کرتے ہیں جن پر نہ زمانے اور حالات کے تغیرات کسی پہلو سے کبھی اثر انداز ہوتے ہیں اور نہ افکار و آرا کی تبدیلیاں انھیں مجروح کرتی ہیں۔ وہ اپنی دلیل کا مقدمہ انھی چیزوں پر استوار کرتے ہیں

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

جن کے بارے میں انھیں پورا یقین ہوتا ہے کہ وہ بجائے خود حق ہیں اور اپنی اسی صفت کی وجہ سے ایک حق کے اثبات کا ذریعہ بن رہی ہیں۔ چنانچہ ان کے طرزِ استدلال کی یہی خصوصیت ہے جس کی بنا پر ان کا کلام زمانے کی ہزاروں گردشوں کے بعد بھی یکساں تاثیر کے ساتھ دلوں میں اترتا اور دماغوں کو مسخر کر لینے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ وہ استدلال کا الزامی طریقہ کبھی اختیار نہیں کرتے۔ یعنی وہ بحث و استدلال میں یہ غلطی کبھی نہیں کرتے کہ جہاں ان کی کسی بات پر اعتراض ہوا، انھوں نے فوراً اسی قسم کی مثالیں اپنے مخاطب کے عقیدہ و مذہب سے بھی پیش کرنا شروع کر دیں۔ استدلال کا یہ طریقہ چونکہ ہر لحاظ سے غلط ہے اور اس سے حق کا اثبات تو الگ رہا، اس کا وجود ہی مشتبہ ہو جاتا ہے، اس وجہ سے انبیا علیہم السلام ہمیشہ اس سے احتراز کرتے اور اپنی بات اس کے اپنے دلائل کی بنیاد پر مخاطب سے منواتے ہیں اور اس کے ہزاروں اعتراضات کے باوجود اپنے اسی طریقے پر قائم رہتے ہیں۔

پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ ان کا استدلال ہمیشہ ان کے اور ان کے مخاطب کے مابین قدرِ مشترک سے اٹھتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ خلافیات تک پہنچتا ہے۔ وہ اپنے مخاطب سے پہلے وہ چیزیں منواتے ہیں، جن کو اس دنیا میں انفس و آفاق کے مسلمات، تاریخ کے حقائق، عقل و فطرت کے بدیہیات اور علم کے یقینیات کی حیثیت سے مانا جاتا ہے اور جن کے بارے میں کوئی سلیم الفطرت شخص بھی رد و اختلاف کے لیے کوئی راہ نہیں پاتا۔ چنانچہ وہ انھی اساسات سے شروع کر کے اپنی بات ان کے لوازم کے طور پر سامنے لاتے ہیں اور اس طرح مخاطب کے لیے بظاہر اجنبی سے اجنبی چیزوں کو بھی بتدریج ایسی مانوس بنا دیتے ہیں کہ وہ بالکل غیر محسوس طریقے سے انھیں مان لیتا ہے اور پھر جو کچھ مان لیتا ہے، اس کے لوازم کو بھی ماننے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔

دعوت کے طریقے

پانچویں چیز یہ ہے کہ داعی کو دعوت کے کسی ایک ہی طریقے پر اصرار نہیں کرنا چاہیے، بلکہ حکمت و موعظت کے ساتھ اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے لیے وہ سب طریقے اختیار کرنے چاہییں جو اس کے زمانے میں اس مقصد کے لیے مفید اور موثر ہو سکتے ہوں۔ نبیوں کی تاریخ کا مطالعہ کیجیے تو یہ بات صاف واضح ہوتی ہے کہ اس معاملے میں ہمیشہ حالات و زمانہ ہی کی رعایت ملحوظ رہی ہے۔ لوگ جب پڑھنے لکھنے کے فن سے ناواقف تھے تو اللہ کے نبیوں نے زبانی تلقین کا طریقہ اختیار کیا اور ان کی باتیں روایتوں کی صورت میں نسلاً بعد

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

نسلاً بعد نسلٍ ان کے ماننے والوں میں منتقل ہوتی رہیں۔ دعوت اس دور میں صرف شخصی رابطوں، زبانی اظہار و بیان اور سامعین کے دماغوں میں اس کی حفاظت کی صلاحیت ہی پر مبنی ہوتی تھی، لیکن جب لکھنے پڑھنے کا فن ایجاد ہوا تو انبیا نے بھی اپنی دعوت قلم اور کتاب کے ذریعے سے پیش کی۔ تورات و زبور، انجیل اور قرآن، یہ سب کتابیں، اسی دور میں نازل ہوئی ہیں۔ پھر میل جول، تبادلۂ خیالات اور اجتماعی معاملات کو طے کرنے کے جو طریقے ان کے معاشرے میں رائج تھے، وہ اگر دین و اخلاق کی رو سے صحیح تھے تو انھوں نے ان سب طریقوں سے بھی پوری طرح فائدہ اٹھایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاندان کے لیڈروں کو کھانے پر بلا کر اپنی دعوت پیش کی۔ صفا کی پہاڑی پر چڑھ کر اپنی قوم کی روایت کے مطابق نعرۂ حق بلند کیا۔ ام القریٰ اور طائف کے سرداروں سے خود جا کر ملے۔ حج کے زمانے میں مختلف قبیلوں کے سرداروں کو پیغام پہنچایا۔ بعض اہم لوگوں کے پاس اپنے نمائندے بھیجے۔ عرب کے موسمی بازاروں میں خود جا کر دعوت کے مواقع پیدا کیے۔ بعض لوگوں کو خطوط بھی لکھے۔ غرض یہ کہ اس زمانے میں لوگوں تک اپنی بات پہنچانے کے جو طریقے بھی عرب میں رائج تھے، وہ سب آپ نے اختیار کیے۔

استاذ امام اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

"بعض دینی حلقوں میں خدا جانے یہ خیال کہاں سے پھیل گیا ہے کہ تبلیغ کا معیاری اور پیغمبرانہ طریقہ یہ ہے کہ آدمی ہاتھ میں ایک لٹھیا اور جھولی میں تھوڑے سے چنے لے لے اور تبلیغ کے لیے نکل کھڑا ہو۔ نہ پاؤں میں جوتی ہو، نہ سر پر ٹوپی۔ گاؤں گاؤں میں پھرے اور جس جگہ کوئی شخص مل جائے، خواہ وہ سنے نہ سنے، اس پر تبلیغ شروع کر دے۔ اگر کسی شہر میں گزر ہو تو وہاں جس نکڑ یا چوراہے پر چار آدمی نظر آ جائیں، وہیں تقریر کے لیے کھڑا ہو جائے۔ ریل میں، اسٹیشن پر، بازار میں، سڑک پر جس جگہ کوئی بھیڑ مل جائے، وہیں اس کا وعظ شروع ہو جائے۔ ہر مجلس میں گھس جائے، ہر کانفرنس میں اپنی جگہ پیدا کر لے، ہر پلیٹ فارم پر جا دھمکے۔ سننے والے تھک جائیں، لیکن وہ سنانے سے نہ تھکے۔ لوگ اس کے تعاقب سے گھبرا گھبرا جائیں، لیکن وہ خدائی فوج دار بنا ہوا ہر ایک کے سر پر مسلط رہے۔ لوگ اس کے سوال و جواب کے ڈر سے چھپتے پھریں، بلکہ بسا اوقات آزردہ ہو کر گستاخیاں اور بدتمیزیاں بھی کر بیٹھیں، لیکن وہ اسی انہماک و جوش کے ساتھ اپنا کام جاری رکھے۔ جہاں وعظ کی فرمایش کی جائے، وعظ کہہ دے۔ جہاں میلاد کی خواہش کی جائے، میلاد پڑھ دے اور جہاں مخالفین و منکرین سے سابقہ پڑ جائے، وہاں خم ٹھونک کر میدانِ مناظرہ میں بھی اتر پڑے۔ یہ ہے تبلیغ کا اصلی طریقہ اور یہ ہے ایک سچے مبلغ کی صحیح تصویر جو ہمارے بہت سے دین دار لوگوں کے ذہنوں میں

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

موجود ہے۔ تبلیغ و تعلیم کے موجودہ ترقی یافتہ اور سائنٹیفک طریقوں کے تھوڑے بہت مفید ہونے سے ممکن ہے یہ لوگ منکر نہ ہوں لیکن خیر و برکت والا طریقہ ان کے نزدیک یہی ہے جس کو ان کے خیال میں حضراتِ انبیا نے اختیار فرمایا۔

ہمارے نزدیک اس طریقہ کو انبیا کا طریقہ سمجھنا کچھ تو انبیا کے طریقے سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے اور کچھ ان حضرات کی اس خواہش کا کہ ان کا اپنا اختیار کیا ہوا طریقہ —— جس کے سوا کسی اور طریقہ کو اختیار کرنے کی صلاحیت سے محروم ہیں —— ایک محترم و مقدس طریقہ ثابت ہو جائے۔ انبیا کے طریقۂ تبلیغ کا جہاں تک ہم نے مطالعہ کیا ہے، اس سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ حضرات انبیاے کرام علیہم السلام نے تبلیغ کے جو طریقے اختیار کیے ہیں، وہ ان کے زمانوں کے لحاظ سے نہایت اعلیٰ و ترقی یافتہ طریقے تھے اور یہ طریقے حالات کے تغیر اور تمدنی ترقیوں کے ساتھ ساتھ بدلتے بھی رہے ہیں جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اس معاملہ میں کسی ایک ہی طریق پر اصرار صحیح نہیں ہے، بلکہ داعیانِ حق کو چاہیے کہ وہ ہر زمانہ میں تبلیغ و تعلیم کے لیے وہ طریقے اختیار کریں جو ان کے زمانوں میں پیدا ہو چکے ہوں اور جن کو اختیار کر کے وہ اپنی کوششوں اور قابلیتوں کو زیادہ سے زیادہ مفید اور نتیجہ خیز بنا سکتے ہوں۔[۲۶]"

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

اس معاملے میں چند چیزیں البتہ ملحوظ رہنی چاہییں:

ایک یہ کہ دعوت کے لیے کوئی ایسا طریقہ کسی حال میں اختیار نہ کیا جائے جس میں دین و اخلاق کے لحاظ سے کوئی قباحت ہو۔ اس طرح کی کوئی چیز اگر پہلے سے رائج کسی طریقے میں موجود ہو تو اس کو الگ کر لینے کے بعد ہی اس کو اپنانا چاہیے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صفا کی پہاڑی سے اپنی قوم کو پکارا تو عرب کی روایات کے مطابق اگرچہ طریقہ تو وہی اختیار فرمایا جو ایک نذیرِ عریاں کا ہوتا تھا، لیکن یہ نذیر جس طرح کپڑے اتار کر بالکل ننگے ہو جایا کرتے تھے، اس کو آپ نے ہرگز گوارا نہیں کیا۔

دوسرے یہ کہ وہ طریقے کبھی اختیار نہ کیے جائیں جن سے دعوت کی شان مجروح ہوتی ہو یا ان سے داعی کے وقار پر حرف آتا ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت میں جب ایک موقع پر اس کا اندیشہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَمَّا مَنِ اسۡتَغۡنٰی. فَاَنۡتَ لَہٗ تَصَدّٰی. وَمَا عَلَیۡکَ اَلَّا یَزَّکّٰی. وَاَمَّا مَنۡ جَآءَکَ

"وہ جو پروا نہیں کرتا، اس کے تو تم پیچھے پڑتے ہو، دراں حالیکہ تم پر کوئی ذمہ داری نہیں اگر وہ نہ

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

۲۶؎ دعوتِ دین اور اس کا طریقِ کار، باب ۹، ص ۱۴۵-۱۴۷۔

يَسْعٰى. وَهُوَ يَخْشٰى. فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى. كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ. فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ. فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ. مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ. بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ. كِرَامٍۢ بَرَرَةٍ.
(عبس ۸۰: ۵-۱۶)

سدھرے اور جو تمھارے پاس دوڑا آتا ہے اور وہ اپنے رب سے ڈرتا بھی ہے تو اس سے تم بے پروائی برتتے ہو۔ ہرگز نہیں، یہ تو ایک یاددہانی ہے پھر جو چاہے اس سے یاددہانی حاصل کرے تعظیم کے لائق، بلند اور پاکیزہ صحیفوں میں، معزز، باوفا لکھنے والوں کے ہاتھوں میں۔''

تیسرے یہ کہ وہ طریقے بھی ہرگز اختیار نہ کیے جائیں جن سے دعوت کے مقصد کو نقصان پہنچتا ہے اور وہ دلوں کی زمین کو نرم کر کے اسے نمو کے قابل بنانے کے بجائے اس کو زیادہ سنگلاخ بنا دیتے ہیں۔ اس کی ایک نمایاں مثال وہ مناظرے ہیں جن کا اہتمام ہمارے مذہبی حلقوں میں بالکل اسی طرح ہوتا رہا ہے جس طرح پہلوانوں کے لیے دنگل کا اہتمام کیا جاتا ہے، دراں حالیکہ اللہ تعالیٰ نے اس معاملے میں ہم کو جو ہدایت اپنی کتاب میں فرمائی، وہ یہ ہے:

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ. (العنکبوت ۲۹: ۴۶)

''اور اہلِ کتاب سے بحث نہ کرو، مگر عمدہ طریقے سے، سوائے ان لوگوں کو جو ان میں سے ظالم ہیں اور کہو کہ ہم ایمان لائے اس پر جو ہماری طرف نازل ہوا اور اس پر بھی جو تمھاری طرف نازل ہوا اور ہمارا اور تمھارا معبود ایک ہی ہے اور ہم اسی کے حکم پر ہیں۔''

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

معز امجد

باغ یا باغات؟

(قرآن میں عددی تضادات کا جواب)

انٹر نیٹ کی دنیا کے ایک مستشرق مسٹر جوکن کاٹز(Jochen Katz) نے حسبِ روایت قرآنِ مجید پر تنقید کرتے ہوئے اس کی چند آیات کو ایک دوسرے کے ساتھ معنوی لحاظ سے متصادم قرار دیا ہے اور بہشت میں باغات کی تعداد کے بارے میں ایک سوال اٹھایا ہے۔ میں نے انٹرنیٹ پر "Garden or Gardens?" (باغ یا باغات؟) کے زیرِ عنوان اس تنقید کا جواب دیا تھا اب محمد بلال صاحب نے قارئین ''اشراق'' کے استفادے کے لیے میری اس انگریزی تحریر کو اردو کے قالب میں ڈھالا ہے۔

انٹرنیٹ پر مسٹر جوکن کاٹز کی اصل تحریر:

http://www.answeringislam.org/Quran/Contra/.html

پر اور میری اصل تحریر:

http://www.understanding_islam.com/articles /quran/gog.htm

پر دیکھی جا سکتی ہے مدیر

مسٹر جوکن کاٹز کا اعتراض

مسٹر جوکن کاٹز(Jochen Katz) اپنی تحریروں میں ایک جگہ سوال اٹھاتے ہیں:

''بہشت(Paradise) میں کتنے باغات ہیں؟''

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

اپنے سوال کے حوالے سے مسٹر کاٹز قرآنِ مجید کے حسبِ ذیل مقامات کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا.(الزمر ۳۹: ۷۳)

''اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں وہ گروہ در گروہ جنت (Garden) کی طرف لے جائے جائیں گے۔''

وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ.(حٰم السجدہ ۴۱: ۳۰)

''اور اس جنت (Garden) کی خوش خبری قبول کرو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔''

سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ.(الحدید ۵۷: ۲۱)

''تم مسابقت کرو اپنے رب کی مغفرت اور ایک ایسی جنت (Garden) کی طرف جس کا طول و عرض آسمان و زمین کے طول و عرض کے مانند ہو گا۔ وہ تیار کی گئی ہے ان لوگوں کے لیے جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں۔''

فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى.(النازعات ۷۹: ۴۱)

''اس کا ٹھکانا لاریب جنت (Garden) ہے۔''

اور کہتے ہیں، ان مقامات سے معلوم ہوتا ہے کہ بہشت میں ایک باغ ہے۔

اس کے بعد مسٹر کاٹز قرآنِ مجید کے حسبِ ذیل مقامات کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ.(الکہف ۱۸: ۳۱)

''ان کے لیے ہمیشگی کے باغ (Gardens) ہوں گے۔''

اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ....(الحج ۲۲: ۲۳)

''اللہ ان لوگوں کو، جو ایمان لائے اور جنھوں نے نیک اعمال کیے، ایسے باغوں (Gardens) میں داخل کرے گا....۔''

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا....(فاطر ۳۵: ۳۳)

''ان کے لیے ہمیشگی کے باغ (Gardens) ہوں گے جن میں وہ داخل کیے جائیں گے....۔''

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا. حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا. وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا. وَّكَاْسًا دِهَاقًا. لَا

''بے شک خدا ترسوں کے لیے فائز المرامی ہے۔ باغ (Gardens) اور انگور۔ اٹھتی جوانیوں

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا. جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا. (النبا۷۸: ۳۱-۳۶)

والی ہم سنیں، اور چھلکتے جام۔ نہ اس میں بک بک سنیں گے نہ بہتان طرازی۔ یہ تیرے رب کی طرف سے صلہ ہو گا، بالکل ان کے عمل کے حساب سے۔“

اور کہتے ہیں، ان مقامات سے معلوم ہوتا ہے کہ بہشت میں کئی ایک باغات ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

”جمع ”باغات“ کا مطلب ہے کم سے کم تین۔ اگر یہ (باغ یا باغات) دو ہوتے تو عربی (زبان) کی رو سے (یہاں) اسمِ تثنیہ استعمال ہوتا۔ اس لیے یہ فرق کم سے کم دو سو فی صد (یعنی) ”ایک“ سے ”کئی ایک“ پر مشتمل ہے۔“

مسٹر کاٹز کے اس اعتراض کا جواب ایک مسلمان نے دیا ہے۔ مسٹر کاٹز نے اس جواب کا ایک مختصر جواب اسی پتے پر پوسٹ کیا ہے۔ اُس مسلمان نے لکھا ہے:

”ایک باغ بہت سے باغات پر مشتمل ہے۔ ان میں سے ہر باغ کا ایک باغ کے طور پر ذکر کیا جا سکتا ہے۔“

اس جواب پر مسٹر کاٹز نے حسبِ ذیل تبصرہ کیا:

”بہت خوب۔ میرا خیال ہے کہ یہ ایک اچھا جواب ہے۔ کم سے کم ایک عیسائی کے لیے یہ جواب خوب ہے۔ میں ایک مسلمان سے اس قسم کا استدلال سن کر تھوڑا سا چکرا گیا تھا۔ (اس لیے کہ) بالآخر یہ قریب قریب (وہی) استدلال ہے جو عیسائی تثلیث کے بارے میں کرتے ہیں، جس میں ایک خدا خود کو تین شخصیات میں پوشیدہ کئے ہوئے ہے اور ان میں ہر (شخصیت اپنے بنیادی وجود کے لحاظ سے) ایک پورا خدا ہے۔ (جیسے کہ بائیبل میں خدا کا ذکر ہے) اور یہ تثلیث بالکل وہی (چیز) ہے جسے مسلمان بڑی شدت کے ساتھ رد کرتے ہیں۔ یعنی کہتے ہیں: ”انتہائی لغو...۔“

میں مذکورہ مسلمان کے جواب سے پوری طرح متفق نہیں ہوں۔ میرے اختلاف کی وجہ آیندہ سطور میں واضح ہو جائے گی۔

اعتراض کا جواب

قرآنِ مجید کی جن آیات کی بنیاد پر مسٹر کاٹز نے سوال اٹھایا ہے، انھیں سمجھنے کے لیے میرا خیال ہے کہ عربی زبان کے دو نکات کو ملحوظ رکھنا ہو گا۔

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

زبان کا پہلا نکتہ

قریب قریب دنیا کی تمام زبانوں کی طرح، عربی زبان میں بھی وہ چیز پائی جاتی ہے جسے اسمِ جنس[1] (Generic noun) کہا جاسکتا ہے۔ ایسے اسما (Nouns) جب کسی جملے میں استعمال ہوتے ہیں تو وہ کسی خاص ذات یا کسی خاص تعداد کی طرف اشارہ نہیں کرتے۔ ایسے اسما بالعموم چیزوں کی کسی خاص قسم کی طرف اشارہ کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر اس جملے پر غور کریں: ''قاتل سے قصاص لیا جائے گا۔'' ''قاتل'' کا لفظ اگرچہ مذکر ہے لیکن یہاں اس کے مفہوم میں عورت بھی شامل ہے۔ یعنی یہاں لفظ ''قاتل'' کسی خاص جنس کی طرف اشارہ نہیں کررہا بلکہ اس سے قاتل مرد اور عورت دونوں مراد ہیں۔ اسی طرح یہاں 'تعداد' بھی مراد نہیں ہے یعنی ایسا نہیں ہے کہ قاتل ایک ہی ہو تو اسے یہ سزا ملے گی۔ بالفاظِ دیگر لفظ قاتل جنس اور تعداد سے مجرد ہے۔ اسی طرح جب ایک شخص کہتا ہے: ''گھوڑا ایک خوب صورت جانور ہے۔'' تو اس جملے میں کسی متعین گھوڑے کا ذکر نہیں کیا گیا، بلکہ گھوڑوں کی تمام قسموں کا بطور جنس ذکر ہوا ہے۔ اسی طرح لفظ ''جنة'' عربی زبان میں اسمِ جنس کے طور پر بالکل اسی مفہوم میں استعمال ہوتا ہے جس مفہوم میں ہم اردو میں بہشت اور انگریزی میں 'Paradise' کا لفظ بولتے ہیں اور یہ لفظ 'Paradise' ہی کی طرح بالعموم اسمِ واحد کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ مسٹر کاٹز نے بھی اپنی مذکورہ تحریر کے تمہیدی جملے میں اسے اسی طرح استعمال کیا ہے: ''بہشت (Paradise) میں کتنے باغات ہیں؟'' اسے عربی زبان میں اس طرح ترجمہ کیا جائے گا: ''کم من جنت فی الجنة'' جس کا انگریزی میں یہ ترجمہ ہو گا:

"How many gardens are there in the garden"

اس توضیح کے بعد ہم یہ بات بلا تامل کہہ سکتے ہیں کہ قرآنِ مجید میں لفظ ''جنة''، (اپنی واحد شکل میں) ''جنة'' کے ایک ہونے کی طرف اشارہ نہیں کرتا بلکہ بطور اسمِ جنس بہشت (Paradise) کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

اگرچہ مسٹر کاٹز کی جانب سے قرآن میں نشان زد کیے گئے تضاد کا مسئلہ اس پہلی توضیح سے حل ہو جاتا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ بالخصوص قرآن اور بالعموم زبان کی بہتر تفہیم کے لیے زبان کے ایک دوسرے نکتے کی وضاحت ضروری ہے، جو قرآن پر اعتراض کرتے ہوئے مسٹر کاٹز سے نظر انداز ہو گیا ہے۔

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

[1] وہ اسم جو کسی نوع یا جنس کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً انسان۔ گھوڑا۔ (مترجم)

زبان کا دوسرا نکتہ

اگر ہم یہ فرض کریں کہ سورۂ کہف کی آیت ۳۱، سورۂ حج کی آیت ۲۳ سورۂ فاطر کی آیت ۳۳ اور سورۂ نبا کی آیت ۳۲ میں قرآنِ مجید "ہر اچھے مرد (اور ہر اچھی عورت) کے لیے "ایک باغ" کا وعدہ کرتا ہے تب بھی لفظ "جنة" کا واحد استعمال گرائمر کی رو سے صحیح نہ ہو گا۔ سوائے اس کے کہ یہ لفظ اسمِ جنس کے طور پر "بہشت" یا 'Paradise' کے معنی میں ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر ہم ان آیات کا دقتِ نظر سے مطالعہ کریں تو یہ معلوم ہو گا کہ یہ آیات یہ نہیں کہتی ہیں کہ: ہر ایک اچھے مرد (اور ہر ایک اچھی عورت) کو کئی باغات دیے جائیں گے بلکہ یہ آیات "اچھے مردوں (اور اچھی عورتوں) کے گروہ کے حوالے سے کہتی ہیں کہ انھیں باغات کی فرحت بخش زندگی سے نوازا جائے گا۔ اس پہلو سے ان آیات پر غور کریں۔

سورۂ کہف میں ہے:

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ.(۱۸-۳۱)

"ان کے لیے ہمیشگی کے باغ ہوں گے۔"

سورۂ حج کی ایک آیت کہتی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ....(۲۲:۲۳)

"اللہ ان لوگوں کو، جو ایمان لائے اور جنھوں نے نیک اعمال کیے، ایسے باغوں میں داخل کرے گا...۔"

سورۂ فاطر سے معلوم ہوتا ہے:

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا....(۳۵:۳۳)

"ان کے لیے ہمیشگی کے باغ ہوں گے جن میں وہ داخل کیے جائیں گے...۔"

اور سورۂ نبا کی آیات میں ہے:

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا. حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا. وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا. وَّكَاْسًا دِهَاقًا. لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا. جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا.(۷۸:۳۱-۳۶)

"بے شک خدا ترسوں کے لیے فائز المرامی ہے۔ باغ اور انگور۔ اٹھتی جوانیوں والی ہم سنیں اور چھلکتے جام۔ نہ اس میں بک بک سنیں گے نہ بہتان طرازی۔ یہ ترے رب کی طرف سے صلہ ہو گا، بالکل ان کے عمل کے حساب سے۔"

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

یہ جملے بالکل اسی طرح ہیں جیسے یہ جملے: ''مائیں سب سے زیادہ جانتی ہیں'' یا ''اخروی زندگی میں کامیاب ہونے کے لیے ہمیں اپنے دلوں کو پاک کرنا ہوگا۔'' کوئی شخص، خواہ وہ زبان کا واجبی سا فہم ہی کیوں نہ رکھتا ہو (ان جملوں) کا یہ مطلب نہیں لے سکتا کہ کہنے والا ''ایک ماں'' سے زیادہ مائیں اور ''ایک دل'' سے زائد دل رکھتا ہے۔

چنانچہ، اگر زبان کے ان دونوں نکتوں کو اچھی طرح سے سمجھ لیا جائے تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ قرآنِ مجید کی زیرِ بحث آیات میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ مذکورہ آیتوں میں سے کوئی آیت بھی درحقیقت اہلِ ایمان کو ملنے والی جنتوں کی تعداد بیان نہیں کر رہی۔

مجھے امید ہے کہ میری اس تنقیح پر غیر جانب داری سے غور کیا جائے گا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

معز امجد / محمد رفیع مفتی

ہم نے انٹر نیٹ (Internet) پر دین سے متعلق مختلف سوالوں کے جواب دینے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ سوال وجواب کا یہ سلسلہ انٹر نیٹ کے پتے http://www. Understanding-islam.com پر دیکھا جا سکتا ہے۔ افادۂ قارئین کے لیے سوال وجواب کے اس سلسلے کے ایک حصے کا ترجمہ یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔ انگریزی زبان سے یہ اردو ترجمہ محمد رفیع مفتی صاحب نے کیا ہے۔

آپ بھی اگر 'E-Mail' کے ذریعے سے کوئی سوال پوچھنا چاہیں تو 'dsera@brain.net.pk' کے پتے پر سوال ارسال کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ''اشراق'' کے پتے پر عام ڈاک کے ذریعے سے بھی سوالات پوچھے جا سکتے ہیں۔ مدیر

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

شوہر کا مارنے کا اختیار

(۱)

سوال: کچھ عرصہ پہلے میری آپ سے قرآنِ مجید کی اس آیت پر بات ہوئی تھی جو بیوی کو پیٹنے سے متعلق ہے۔ میں آپ کی گفتگو پر بہت حیران ہوں، کیا آپ اس آیت کی کچھ مزید وضاحت کرنا پسند کریں گے۔ اس آیت کو پڑھیں تو بادی النظر میں محسوس ہوتا ہے کہ یہ آیت اس آدمی کے لیے اپنی بیوی کو پیٹنا بالکل جائز قرار دیتی ہے جس کی بیوی غلط رویہ اختیار کر لے۔ کیا معاملہ واقعتاً ایسا ہی ہے؟

جواب: 'Modern Qrganization Theory' میں ایک اہم مسئلہ ذمہ داری اور اختیار کے مابین توازن کو برقرار رکھنا ہے۔ اس میں تو مختلف آرا ہو سکتی ہیں کہ فلاں ذمہ داری سونپنے کے ساتھ کتنے اختیارات

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

تفویض کیے جانے چاہییں۔ لیکن اس بات میں کوئی بحث نہیں کہ اگر کوئی ذمہ داری سونپی جائے گی تو اس کے ساتھ لازماً اس ذمہ داری کے تناسب سے اختیارات بھی تفویض کرنا ہوں گے، مثال کے طور پر اگر ہم پولیس کو معاشرے میں جرائم کا سد باب کرنے کی ذمہ داری دیتے ہیں تو ہمیں پولیس کے محکمے کو ضروری اختیارات دینا پڑیں گے۔ اگر ہم اختیارات دینے سے انکار کر دیتے ہیں تو پھر اس محکمے کو جرائم کا سد باب نہ کر سکنے پر موردِ الزام بھی نہیں ٹھیرایا جاسکتا۔ ہاں یہ اختلاف تو ہو سکتا ہے جیسا کہ ہم نے پہلے بھی بیان کیا ہے کہ کسی خاص ذمہ داری کے لیے کتنے اختیارات ہونے چاہییں، لیکن بہر حال اس اصول پر کوئی اختلاف ممکن نہیں کہ ہر ذمہ داری کے ساتھ کچھ اختیارات تفویض کرنا ضروری ہیں۔

اس ساری وضاحت کو ذہن میں رکھتے ہوئے اب معاشرے کے تصور پر غور کیجیے۔ معاشرے کی تعریف عموماً اس طرح کی جاتی ہے کہ یہ انسانوں کے مابین رشتہ و تعلق اور آپس کے تعامل کا تانا بانا ہے۔ معاشرے کو اس کی بنیادی ساخت کے اعتبار سے دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ خاندان اس کی بنیادی اکائی ہے۔ دوسرے لفظوں میں معاشرہ دراصل ان خاندانوں کا مجموعہ ہے جو اسے ترکیب دیتے ہیں۔ چنانچہ ایک مستحکم معاشرے کو وجود میں لانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کی اس بنیادی اکائی کو زیادہ سے زیادہ مستحکم کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کی اکثر معاشرتی تعلیمات خاندان کے استحکام کی خاطر دی گئی ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ خاندان کے ادارے کو مستحکم کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس میں ذمہ داری اور اختیارات کے بارے میں ایک نظامِ مراتب تشکیل دیا جائے۔ اگر آپ اس آیت پر غور کریں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ یہ اسی نظامِ مراتب کو بیان کر رہی ہے۔ یہ آیت اس طرح سے ہے:

> ”مرد اپنی بیویوں کے ذمہ دار ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر (مختلف میدانوں میں) برتری دی ہے اور اس لیے کہ انھوں نے اپنا مال خرچ کیا ہے۔ چنانچہ نیک عورتیں اپنے شوہروں کی فرماں بردار ہوتی ہیں اور ان کے رازوں کی حفاظت کرتی ہیں، جیسے کہ خدا نے خود بھی رازوں کی حفاظت کی ہے۔ جہاں تک ان عورتوں کا تعلق ہے جن سے تمھیں (فرماں برداری کے بجائے) سرکشی کا خدشہ ہو تو ان کو پہلے نصیحت کرو (نصیحت بے اثر رہے تو) پھر انھیں ان کی خواب گاہوں میں تنہا چھوڑ دو (اگر یہ طریقہ بھی کارگر نہ ہو تو) پھر انھیں مارو۔“ (النساء۴: ۳۴)

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact for arrangement Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

مرد و عورت کے درمیان نکاح سے دراصل خاندان کی بنیاد پڑتی ہے۔ اس خاندان کا داخلی طور پر منظم ہونا

اور اس کا مستحکم ہونا انتہائی ضروری ہے کیونکہ اسی سے ایک متوازن اور مستحکم معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ درجِ بالا آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ خاندان کے انتظام اور اس کے استحکام کے لیے ذمہ داری اور اختیارات کا کیا ڈھانچا (Structure) ہو گا۔ ایک خاندان عام طور پر میاں بیوی اور ان کے بچوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس آیت کو دیکھیے اس میں اہم اور قابلِ غور بات یہ ہے کہ اس میں ذمہ داری اور اختیارات کا مجموعی ڈھانچا بیان کرنے کے بجائے مرد و عورت کے مابین اسی ذمہ داری اور اختیارات کے حوالے سے جو تعلق وجود میں آتا ہے صرف اسی کے بیان پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان نے اگر کہیں غلطی کھائی ہے تو وہ یہی جگہ ہے۔ بچوں کے معاملے میں اسے کبھی دھوکا نہیں ہوتا۔ ہر شخص جانتا ہے کہ والدین فرداً فرداً بھی اور مشترکہ طور پر بھی اپنی اولاد کی صحیح نشو و نما اور ان کے خیر و شر کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ چنانچہ آیت میں اس کے ذکر سے گریز کیا گیا، لیکن ذمہ داری کا یہی معاملہ جب میاں بیوی کے حوالے سے زیرِ بحث آتا ہے کہ ان میں سے کون دوسرے کا ذمہ دار ہے تو یہاں ہم بے سوچے سمجھے مساوات کا اصول نافذ کر دیتے ہیں جس کے نتیجے میں یہ سنگین صورتِ حال وجود میں آتی ہے کہ گھر میں کوئی نظم نہیں بن پاتا۔ چنانچہ قرآنِ مجید نے ہمیں اس معاملے میں رہنمائی دی ہے۔

زیرِ بحث آیات کے مطابق دراصل یہ مرد ہیں جو خاوند ہونے کی حیثیت سے اس بات کے آخری ذمہ دار ہیں کہ وہ نہ صرف اپنی بیویوں کو بلکہ پورے کنبے کو وہ ماحول اور فضا مہیا کریں جو دنیا اور آخرت میں ان کی بھلائی کا باعث ہو۔ قرآنِ مجید نے مردوں کو خاندان کا سربراہ بنانے کی دو وجوہ بیان کی ہیں۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ انھیں خاندان کے نان نفقے کا ذمہ دار بنایا گیا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ عورتوں کے مقابلے میں اپنی ساخت اور اپنی نفسیات کے اعتبار سے اس ذمہ داری کے لیے زیادہ موزوں ہیں۔ اس ذمہ داری کے لیے مردوں کی یہ موزونیت بالکل اسی طرح سے ہے جیسے کئی دوسری ذمہ داریوں کے لیے عورتیں مردوں کی نسبت زیادہ موزوں ہوتی ہیں۔

سربراہِ خاندان کی حیثیت سے مرد کی ذمہ داری بیان کرنے کے بعد، قرآنِ مجید نے عورتوں کو یہ نصیحت کی ہے کہ وہ خاوند کی بھاری ذمہ داری کو محسوس کریں اور اس کے ساتھ فرماں برداری اور سازگاری کا رویہ اختیار کریں۔ یہ وہ سیاق و سباق ہے جس میں خاوندوں کو یہ نصیحت کی گئی ہے کہ اگر ان کی بیویاں ان کے خلاف سرکشی پر اتر آئیں اور ان کی ذمہ داریاں ادا کرنے میں رکاوٹ کا باعث بن جائیں تو وہ اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے کی راہ سے اس رکاوٹ کو دور کرنے کے لیے انھیں تلقین و نصیحت کریں۔ اگر یہ تلقین و نصیحت رایگاں جاتی ہے تو

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website) please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

انھیں ان کے بستروں پر تنہا چھوڑ دیں تاکہ وہ اپنے نافرمانی کے رویے کی سنگینی اور شوہر کے اظہارِ ناپسندیدگی کی شدت کو سمجھیں۔ اگر یہ طریقہ بھی ان کی اصلاح نہیں کرتا تو پھر خاوندوں کو اس بات کی اجازت دی گئی ہے کہ وہ انھیں ہلکی مار (تادیبی مار) مار سکتے ہیں۔

قرآنِ مجید کی اس آیت نے یہ بات متعین کر دی ہے کہ جب تک یہ واضح نہ ہو جائے کہ معاملہ ''نشوز'' یا سرکشی کے رویہ پر اصرار کا ہے، اس وقت تک مرد اپنے تادیبی اختیار کو استعمال نہ کرے۔ ظاہر ہے، نصیحت اور ہجر کے مراحل میں ساری صورتِ حال زیرِ بحث بھی آئے گی اور اس پر تفصیل سے بات بھی ہو گی۔ اس لحاظ سے دیکھیے تو یہ آیت مار سے عورت کے تحفظ کی آیت ہے۔ یہ آیت مرد کو اس بات کا پابند کرتی ہے کہ عورت کی طرف سے ''نشوز'' یا سرکشی کا رویہ متعین ہونے سے پہلے وہ اپنی بیوی پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتا۔ محض کسی معاملے میں اختلافِ رائے پر اسے اس نوعیت کا کوئی اقدام ہرگز نہیں کرنا چاہیے۔

اس وضاحت سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ مردوں کو جو اختیارات دیے گئے ہیں وہ گھر کی ذمہ داریوں کو پرامن اور عمدہ طریقے سے نبھانے کے لیے دیے گئے ہیں، اگر عورتوں کو اس بات کی اجازت دے دی جائے کہ وہ مردوں کی ذمہ داریوں کے حوالے سے سرکشی کا رویہ اختیار کر سکتی ہیں تو پھر ظاہر ہے کہ یہ رویہ خاندان کے دوسرے افراد تک منتقل ہوئے بغیر نہ رہے گا اور گھر میں بدنظمی کی فضا پیدا ہو جائے گی۔ یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ اگر بدنظمی کی اس فضا کو گھروں میں ایک عرصہ تک گوارا کر لیا جائے تو ایک گھر کی بیماری متعدی بیماری کی طرح پورے معاشرے میں پھیل جائے گی اور نتیجۃً معاشرے کے ڈھانچے کو برباد کر ڈالے گی۔ اسلام کو یہ بات گوارا نہیں کہ اس طرح کے حالات کسی گھر میں پیدا ہوں جو ساری سوسائٹی کو اپنی لپیٹ میں لے سکتے ہیں، چنانچہ اس نے بدنظمی کی ایسی صورتِ حال کو کنٹرول کرنے کے لیے وہ حکم دیا ہے جو زیرِ بحث آیت میں ہمارے سامنے آتا ہے۔

آپ نے اپنے سوال میں جس آیت کا حوالہ دیا ہے، اس کی نوعیت اور اس کا سیاق و سباق دراصل یہ ہے جو ہم نے واضح کیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ میری یہ وضاحت آپ کے اشکال کو دور کر دے گی۔

(۲)

سوال: ۱۔ ''ہلکی مار'' کو کون طے کرے گا؟

۲۔ کیا یہ طے کرنا خاوند ہی کی مرضی پر منحصر ہو گا؟

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

۳۔ عورت کی طرف سے سرتابی سے کیا مراد ہے۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک عورت اپنے شوہر کے فیصلے سے اختلاف نہیں کر سکتی یا یہ کہ اس کے خلاف استدلال نہیں کر سکتی، اگر کرے گی تو سرتابی کہلائے گی؟

۴۔ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی کسی بیوی کو مارا تھا؟

جواب: پہلے اور دوسرے سوال کے جواب میں یہ عرض ہے کہ اولین چیز جو آپ کو ملحوظ رکھنی چاہیے وہ یہ ہے کہ یہ مار نہ کسی دشمن کی مار ہو سکتی ہے نہ یہ کوئی انتقامی نوعیت کی مار ہو سکتی ہے۔ مار کی یہ دونوں قسمیں ہماری اس بحث ہی سے خارج ہیں۔ وہ مار جس کا قرآنِ مجید نے حکم دیا ہے وہ صرف تادیبی مار ہے۔ یعنی اصلاح کرنے والی مار۔ یہ مار خاندان کے خیر خواہ سربراہ کی مار ہے۔ اس کی مثال بس اس اصلاحی عمل کی سی ہے جو ماں یا باپ اپنے بیٹے کو ادب سکھانے کے لیے اختیار کرتے ہیں۔ ظاہر ہے جب ایک باپ اپنے بیٹے کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی کرے گا تو اس کا یہ مقصد بالکل نہیں ہو سکتا کہ وہ اسے کوئی نقصان پہنچائے۔ اسی طرح اگر کوئی خاوند اپنی بیوی کے بارے میں اس نوعیت کی کارروائی کرنے پر مجبور ہو جائے تو اس کے لیے ہرگز یہ جائز نہیں کہ وہ اسے کسی گنڈے کی طرح مارنے لگے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مار کی وضاحت مسلم کی کتاب الحج کی ایک روایت میں 'ضرباً غیر مبرحاً' (مار بغیر سخت تکلیف کے) کے الفاظ میں بیان ہوئی ہے یعنی ایسی مار جو شدید نہ ہو، لیکن دوسری طرف یہ ایک حقیقت ہے کہ بالکل متعین طریقے سے یہ بیان کرنا ممکن نہیں ہے کہ کب ایک مار ہلکی مار ہونے کی حد سے آگے بڑھ جاتی ہے۔ تیسرے سوال کے جواب میں یہ عرض ہے کہ عربی کے لفظ 'نشوز' کا مطلب عام نافرمانی نہیں ہے۔ اس کا مطلب دراصل، خاوند کے اختیارات ہی کی نفی کر دینا ہے۔ اس بات کو آپ ملحوظ رکھیں تو ظاہر ہے کہ کسی عورت کا اپنے خاوند کے نقطۂ نظر سے اختلاف کرنا یا اس سے بحث کرنا کسی صورت میں بھی نشوز نہیں کہلا سکتا۔

چوتھے سوال کے جواب میں یہ عرض ہے کہ میری نظر سے کوئی ایسی حدیث نہیں گزری جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی کسی بیوی کو مارنے کا کوئی واقعہ بیان ہوا ہو۔

(۳)

سوال: میں نے بیویوں کو مارنے سے متعلق آپ کی بحث پڑھی ہے۔ آپ اس میں یہ بات بھی واضح کریں کہ عورت کی نافرمانی کو کیسے طے کیا جائے گا اور یہ بھی بتائیں کہ اگر خاوند کو اس بات کی

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Officially, this journal and its content can be published exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

اجازت دی گئی ہے کہ وہ اپنی بیوی کو سیدھا رکھنے کے لیے جب چاہے مار پیٹ سکتا ہے تو بتائیے کہ کیا خاونداس کو کوڑے سے مار سکتا ہے۔ کیا یہ بھی ہلکی مار ہی شمار ہو گا اور کیا جنسی معاملات میں بیوی کو انکار کا حق حاصل ہے یا نہیں؟ کیا وہ اس معاملے میں خاوند کو انکار کر سکتی ہے؟

جواب: ا۔میں نے عورتوں کو مارنے سے متعلق بحث میں یہ لکھا ہے:

''یہ وہ سیاق و سباق ہے جس میں خاوندوں کو یہ نصیحت کی گئی ہے کہ اگر ان کی بیویاں سرکشی پر اتر آئیں اور ان کی ذمہ داریاں ادا کرنے میں رکاوٹ کا باعث بن جائیں تو وہ اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی راہ سے اس رکاوٹ کو دور کرنے کے لیے انھیں تلقین و نصیحت کریں۔''

اس کے بعد میں نے لکھا ہے:

''قرآنِ مجید کی اس آیت نے یہ بات متعین کر دی ہے کہ جب تک یہ واضح نہ ہو جائے کہ معاملہ ''نشوز'' یا سرکشی کے رویہ پر اصرار کا ہے، اس وقت تک مرد اپنے تادیبی اختیار کو استعمال نہ کرے۔ ظاہر ہے، نصیحت اور ہجر کے مراحل میں ساری صورتِ حال زیرِ بحث بھی آئے گی اور اس پر تفصیل سے بات بھی ہو گی۔ اس لحاظ سے دیکھیے تو یہ آیت مار سے عورت کے تحفظ کی آیت ہے یہ آیت مرد کو اس بات کا پابند کرتی ہے کہ عورت کی طرف سے ''نشوز'' یا سرکشی کا رویہ متعین ہونے سے پہلے وہ اپنی بیوی پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتا۔ محض کسی معاملے میں اختلافِ رائے پر اسے اس نوعیت کا کوئی اقدام ہرگز نہیں کرنا چاہیے۔''

اس کے بعد میں نے اسی موضوع پر یہ لکھا ہے:

''عربی کے لفظ ''نشوز'' کا مطلب عام نافرمانی نہیں ہے۔ اس کا مطلب دراصل، خاوند کے اختیارات ہی کی نفی کر دینا ہے۔ اس کو آپ ملحوظ رکھیں تو ظاہر ہے کہ کسی عورت کا اپنے خاوند کے نقطۂ نظر سے اختلاف کرنا یا اس سے بحث کرنا کسی صورت میں بھی نشوز نہیں کہلا سکتا!''

اگر آپ میری اس تحریر کا دقتِ نظر سے مطالعہ کریں تو آپ دیکھیں گے کہ میں نے نافرمانی کا لفظ بولا ہی نہیں۔ جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ قرآنِ مجید نے جو لفظ استعمال کیا ہے اس کا مطلب فرماں بردار ہونے کی نفی کر دینا یا اختیارات تسلیم کرنے سے انکار کر دینا ہے۔ چنانچہ میرا خیال ہے کہ آپ کا پہلا سوال جو نافرمانی طے کرنے کے بارے میں ہے وہ سوال اصلاً بنتا ہی نہیں ہے۔ یہ بات تو ٹھیک ہے کہ کسی مخصوص عمل کے نافرمانی ہونے یا نہ ہونے کا کوئی حتمی اور معروضی معیار تو ہمارے پاس موجود نہیں ہے، تاہم میں سمجھتا ہوں کہ

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website) please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

اگرایک آدمی فرماں بردارانہ رویہ اختیار کرنے ہی سے انکار کر دیتا ہے تو یہ چیز ایسی نہیں جسے یقینی طور پر طے کرنا مشکل ہو جائے۔

۲۔ قرآنِ مجید کے مطابق (مارنے کا) یہ اقدام صرف اسی صورت میں کرنا چاہیے جب خاوند یہ محسوس کرے کہ اس کی بیوی کے رویے میں اصلاح کا امکان نظر آتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں عورت کو یہ مارنا صرف اصلاح کا اقدام ہے۔

۳۔ کسی خاتون کو کوڑا مارنے کی نہ صرف یہ کہ اجازت نہیں ہے، بلکہ یہ تو ایک معقول اور شایستہ آدمی کے اخلاق ہی کے خلاف ہے چہ جائیکہ مذہب اس کی اجازت دے۔ میری رائے میں تو معاملہ یوں ہے کہ اگر اسلامی ریاست میں یہ بات حکومت کے علم میں آئے کہ اس کے کسی مسلمان شہری نے اپنی بیوی کو کوڑے سے مارا ہے تو حکومت اپنے شہری کو اسی کوڑے سے مار کر بیوی کا بدلہ دلوائے گی۔

۴۔ ایک عورت بھی مرد کی طرح یہ حق رکھتی ہے کہ اگر وہ کسی وقت اپنے خاوند کے ساتھ جنسی عمل میں مشغول نہ ہونا چاہے تو انکار کر دے۔ لیکن دوسری طرف یہ بات بھی ہے کہ وہ اس طرح کے انکار کو یا خاوند کی دوسری ضروریات پورا کرنے سے انکار کو اگر اپنا وطیرہ بنا لیتی ہے یا اس کے اختیارات ہی کی نفی کر دیتی ہے تو پھر یہ چیز نشوز کے تحت آسکتی ہے۔

امید ہے یہ وضاحت کفایت کرے گی۔

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

(۴)

سوال: آپ نے ۷ امئی کو ''خواتین کو مارنے کی اجازت'' سے متعلق جو E-Mail بھیجی تھی اس کے حوالے سے مجھے یہ کہنا ہے کہ میں اس وقت نشوز کے بارے میں تو تفصیلی بحث نہیں کرنا چاہتا، کیونکہ اس کے بارے میں ہماری بات الگ سے چل رہی ہے البتہ اس وقت میں اپنے چوتھے سوال کے بارے میں مزید بات کرنا چاہتا ہوں۔

آپ نے کہا تھا:

''ایک عورت بھی مرد کی طرح یہ حق رکھتی ہے کہ اگر وہ کسی وقت اپنے خاوند کے ساتھ جنسی عمل میں مشغول نہ ہونا چاہے تو انکار کر دے۔ لیکن دوسری طرف یہ بات بھی ہے کہ وہ اس طرح کے انکار کو یا خاوند کی دوسری ضروریات پورا کرنے سے انکار کو اگر اپنا وطیرہ بنا لیتی ہے یا اس کے اختیارات ہی کی نفی کر دیتی ہے تو

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wants to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, Ishraq journal is available for online reading exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

پھر یہ چیز نشوز کے تحت آسکتی ہے۔''

مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ ایک عورت کو کسی بھی وجہ سے جنسی عمل میں ساتھ نہ دینے پر مارا کیسے جا سکتا ہے۔ مجھے یہ معلوم ہے کہ آپ کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ عورت کو جنسی عمل میں ساتھ دینے سے انکار پر مارا تو نہیں جا سکتا البتہ نشوز پر اسے مارا جا سکتا ہے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ان دونوں میں فرق کیسے کیا جا سکتا ہے۔ اگر خاوند اپنی بیوی کو مار پیٹ کر جنسی عمل میں ساتھ دینے پر مجبور کر سکتا ہے تو کیا یہ چیز زبردستی شمار نہیں ہو گی، جسے قرآن نے برا عمل قرار دیا ہے۔

اگر بعض صورتوں میں بیوی کے لیے خاوند کے ساتھ جنسی عمل سے انکار نشوز کہلا سکتا ہے تو پھر کسی موقع پر خاوند کے مطالبے پر کوئی خاص کھانا پکانے سے انکار اور کوئی خاص لباس مثلاً برقع پہننے سے انکار بھی نشوز کہلا سکتا ہے اور ایسی صورت میں ظاہر ہے مرد کو اپنی بیوی کو مارنے کی اجازت ہی ہو گی۔ اس صورتِ حال میں میرا خیال ہے کہ یہ بہت مشکل ہے کہ عورتوں کے حقوق اور مردوں کے اختیارات کے مابین کوئی حدِ امتیاز قائم کی جا سکے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ سارا معاملہ خاوند کی رائے اور اس کی مرضی پر چھوڑ دیا گیا ہے؟

جواب: میری بات غالباً واضح نہیں ہوئی۔ میں نے یہ جملہ لکھا ہے کہ ''جب ایک بیوی خاوند کی جنسی ضرورت یا دوسری ضروریات کو پورا کرنے سے انکار کا رویہ اختیار کر لیتی ہے'' ظاہر ہے، اس جملے میں اس انکار کے رویے کا مطلب اس کے موڈ کا نہ ہونا نہیں ہے اور نہ اس سے مراد خاوند کے جذبات و احساسات کو محسوس نہ کرنا ہے، بلکہ یہ دراصل اپنے ساتھی کے احساسات کا خیال رکھنے ہی سے انکار کر دینا ہے۔ کسی بات سے اختلاف کرنا یا اسے ایک موقع پر نہ ماننا بالکل دوسری چیز ہے اور کسی بات کو ہر صورت میں اور ہر حال میں ماننے سے انکار کا پورا ایک رویہ اختیار کر لینا بالکل اور بات ہے۔

اسلام نے زنا بالرضا کو بھی گناہِ کبیرہ شمار کیا ہے۔ کیونکہ زنا صرف فرد ہی کے خلاف جرم نہیں ہوتا بلکہ پورے معاشرے کے خلاف بھی ایک جرم ہوتا ہے۔ اسلام میں جنسی تعلق صرف میاں بیوی ہی کے درمیان جائز ہے۔ اسلام اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ صحت مندانہ زندگی بسر کرنے کے لیے جنسی ضروریات کا پورا ہونا بھی اسی طرح ضروری ہے جیسے زندگی کی دوسری ضروریات کا پورا ہونا۔ چنانچہ اگر ایک بیوی خاوند کی جنسی ضروریات کو پورا کرنے سے انکار کو اپنا وطیرہ بنا لیتی ہے تو پھر اس کا قوی امکان ہے کہ خاوند ایسی راہوں پر چل

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website) please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

پڑے جن پر چلنے کی اسلام قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ اگر وہ ایسی بے راہ روی اختیار کر لے تو اس سے نہ صرف میاں بیوی کے تعلقات بالکل برباد ہو جائیں گے بلکہ یہ رویہ اخروی زندگی میں اس کی تباہی کا باعث بھی ہو گا۔ میرے خیال میں یہی وہ بات ہے جس کی بنا پر عورت کی طرف سے جنسی پہلو میں مرد سے مسلسل بے نیازی کا رویہ نشوز کے زمرے میں آسکتا ہے۔

میں یہاں یہ بات بالکل واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ ساری وضاحت دراصل میری رائے ہے۔ یہ براہِ راست اسلام کی کوئی ہدایت نہیں ہے۔ جو بات قرآنِ مجید کی ہے وہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی سے نشوز (خاوند کے اختیارات ماننے سے انکار) کا خطرہ محسوس کرے تو اسے وہ طریقہ اختیار کرنا چاہیے جو سورۂ نساء کی آیت ۳۴ میں بیان کیا گیا ہے۔ اس طریقے کو اختیار کرتے ہوئے اگر وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ آخری تدبیر کے طور پر بیوی کو تادیبی مار مارنے سے بہتری کی صورت پیدا ہو سکتی ہے تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ یہ فیصلہ کس بنیاد پر کیا جائے گا کہ معاملہ اب نشوز کی حد میں داخل ہو گیا ہے تو اس فیصلے کو لوگوں کی عقل و سمجھ ہی پر چھوڑا گیا ہے اس کے علاوہ اس کا کوئی راستہ ہے بھی نہیں۔ چنانچہ یہ بالکل ممکن ہے کہ ایک صورتِ حال، ایک شخص کے نزدیک نشوز ہو اور دوسرے کے نزدیک نہ ہو۔

چونکہ یہ معاملہ بالکل داخلی نوعیت کا تھا اور اس میں فریقِ ثانی پر زیادتی کا امکان موجود تھا اس لیے اسلام نے اس پر دو قدغنیں لگائی ہیں تاکہ مرد حضرات اپنے اختیارات کو ناجائز استعمال نہ کر سکیں۔ ایک قدغن یہ کہ اگر عورت محسوس کرتی ہے کہ اس کے ساتھ ظلم و زیادتی کی جا رہی ہے تو وہ عدالت کا دروازہ کھٹکھٹا سکتی ہے۔ چنانچہ پھر عدالت یہ دیکھے گی کہ مرد نے اپنے اختیارات کو جائز استعمال کیا ہے یا نہیں۔ دوسری قدغن مذہبی ہے اور وہ یہ ہے کہ مرد کو یہ احساس دلایا گیا ہے کہ اسے قیامت کے دن اپنے خدا کو اپنے سب اعمال کا جواب دینا ہے۔ اگر اس نے اپنی بیوی سے زیادتی کی ہو گی، تو جب وہ اپنے پروردگار کو ملے گا، اسے اپنے اس رویے کے نتائج بھگتنا پڑیں گے، اس کا خدا سب سے طاقت ور اور سب سے برتر ہے۔ زیرِ بحث آیت کے آخری الفاظ "خدا سب سے زیادہ طاقت ور اور سب سے برتر ہے" اسی حقیقت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

عبدالحی عابد

”مولانا غلام رسول مہر اور پاکستان اسکیم“

مصنف	:	پیر علی محمد شاہ راشدی
مرتب	:	ڈاکٹر ابو سلمان شاہ جہان پوری
صفحات	:	۱۸۰
قیمت	:	۷۵ روپے
پتا	:	مجلسِ یادگارِ مہر، علی گڑھ کالونی، کراچی ۷۵۰۰۰۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

ڈاکٹر ابو سلمان شاہ جہان پوری معروف محقق اور اہلِ علم ہیں۔ آپ کی کئی اہم اور بلند پایہ تحقیقات شائع ہو چکی ہیں۔ زیرِ نظر کتاب پیر علی محمد شاہ راشدی کے ان مضامین پر مشتمل ہے جو انھوں نے مولانا غلام رسول مہر کے سانحۂ ارتحال کے موقع پر لکھے تھے اور روزنامہ ”جنگ“ کراچی میں شائع ہوئے تھے۔ مہر مرحوم سے راشدی صاحب کے بہت قریبی روابط تھے اور آپ مہر صاحب کی شخصیت اور علم و فضل کے دل سے معترف تھے۔ راشدی صاحب نے اپنے سلسلۂ مضامین میں مولانا مہر کی پیش کردہ ”پاکستان اسکیم“ کی تفصیلات بیان کی تھیں جنھیں ڈاکٹر ابو سلمان نے ترتیبِ نو کے ساتھ کتابی شکل میں جمع کر دیا ہے۔ یہ کتاب ۱۹۹۲ء میں مولانا مہر کی بیسویں برسی کے موقع پر شائع کی گئی۔

پیش لفظ میں مرتب نے کتاب کی ترتیب کے مقاصد، مندرجات اور درپیش مسائل و مشکلات کا تذکرہ

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

کرنے کے ساتھ ساتھ راشدی مرحوم اور مولانا مہر کے تعلقات وروابط کو بیان کیا ہے۔اس کے بعد مصنف کے حالاتِ زندگی کا مختصر مگر جامع تعارف پیش کیا ہے۔ پھر ''مولانا غلام رسول مہر'' کے عنوان سے مولانا مہر کے خاندان، تعلیم، حالاتِ زندگی، صحافت اور تصانیف وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔

باب اوّل سے راشدی مرحوم کی تحریر کا آغاز ہوتا ہے جس میں انھوں نے تحریکِ پاکستان کے پس منظر میں مولانا غلام رسول مہر کے نقطۂ نظر، ان کی خدمات اور ''پاکستان اسکیم'' کے سلسلے میں ان کی کوششوں کا ذکر کیا ہے۔دوسرا باب مسلم ہند کی سیاست کے اجمالی تذکرے پر مشتمل ہے جس میں اہلِ سندھ کے مسائل، سندھیوں کی جدوجہد اور ''پاکستان اسکیم'' کے بارے میں سر عبداللہ ہارون اور مولانا مہر کی حکمتِ عملی اور سعی وجہد کو بیان کیا ہے۔ تیسرے باب میں پنجاب اور خاص طور پر لاہور میں تحریکِ پاکستان کے سلسلے میں ہونے والے کام کا ذکر ہے۔

اگلے دوابواب میں مصنف نے ان مراحل کا تذکرہ کیا ہے جو مولانا مہر کی پیش کردہ اسکیم کو مسلمانانِ ہند میں متعارف کرانے کے سلسلے میں درپیش رہے۔ مصنف کے نزدیک، اس اسکیم سے پہلے مسلم لیگ اور قائداعظم نے نظریۂ پاکستان کو نہیں اپنایا تھا، بلکہ وہ مسلمانوں کو بنیادی حقوق، ملازمتیں، مراعات اور مختلف علاقوں کو انتظامی خود مختاری دلانے کی جدوجہد کر رہے تھے۔اس وقت اس اسکیم کو کامیاب بنانااور مسلمانانِ ہند، خصوصاً ان کی قیادت کو اس پر قائل کرنا سب سے اہم مسئلہ تھا۔دوسری طرف کچھ قوتیں مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے اور انگریزوں کے سامنے ان کی غلط تصویر پیش کرنے میں مصروف تھیں۔اسی طرح بعض عاقبت نااندیش مسلمان لیڈر بھی حالات کا رخ پہچانے بغیر اس سلسلے میں رکاوٹیں کھڑی کر رہے تھے۔ان حالات میں مولانا مہر اور ان کے رفقانے دن رات ایک کر کے اس اسکیم کو متعارف کرایا۔

چھٹے باب میں اس اسکیم کی تیاری میں مولانا مہر کی محنت ومشقت کا ذکر کرنے کے بعد اسکیم کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے۔ مولانا نے نہایت دقتِ نظر سے مسلمانوں کی آبادی، مسائل، وسائل اور نئی مملکت کے مستقبل کے بارے میں بہت غور وفکر کرنے کے بعد یہ اسکیم بنائی۔انھوں نے مسلم آبادی کے تناسب سے علیحدہ مملکت کا نقشہ ترتیب دیا تھا جس کے مطابق مغرب میں آگرہ تک مشرق میں راجپوتانہ، بنگال، آسام اور بہار تک کا علاقہ، جنوب میں حیدرآباد دکن اور مسلم اکثریت کے دوسرے تمام علاقوں کو پاکستان میں شامل کیا گیا تھا۔اس سلسلے میں انھوں نے یہ بات بھی مدِ نظر رکھی کہ دونوں ممالک کے درمیان طاقت کا توازن برقرار رہے تاکہ امن و

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

امان میں خلل نہ ہو۔ اس طرح اس اسکیم کے مطابق انتقالِ آبادی کی ضرورت بہت کم پڑتی اور دونوں قوموں کی تہذیب اور ثقافت کے خدوخال بھی برقرار رہتے۔

ایک فائدہ یہ بھی ہوتا کہ قیام کے فوراً بعد نوزائیدہ مملکت کو زیادہ مسائل کا سامنا بھی نہ کرنا پڑتا، لیکن بعض وجوہ کے باعث مسلم لیگ اور اس کی قیادت نے اس اسکیم سے انحراف کیا جس کا مولانا کو مرتے دم تک، شدید قلق اور افسوس رہا۔ (ص ۹۵)

ساتویں باب میں ''پاکستان اسکیم'' سے انحراف اور قیادت کی غلط پالیسیوں کے باعث پہنچنے والے نقصانات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ آٹھویں اور نویں باب میں مہر مرحوم کی ڈپلومیسی اور ان کی رفاقت میں مصنف کو پیش آنے والے واقعات کا ذکر ہے۔

آخر میں ضمیمہ نمبر ۱ کے تحت ''پاکستان اسکیم'' کا مکمل متن اردو اور انگریزی زبان میں شائع کیا گیا ہے جو مہر مرحوم کی سعی و جہد اور دور اندیشی کا ثبوت ہے۔ ضمیمہ نمبر ۲ میں مولانا کی اسکیم میں بیان کردہ اعداد و شمار کی تصدیق کے لیے سر محمد یامین کی کتاب ''نامۂ اعمال'' سے مسلم اکثریت کے علاقوں میں آبادی کے متعلق اعداد و شمار کو درج کیا گیا ہے۔

کتاب کے مندرجات بے ترتیب اور بکھرے بکھرے سے ہیں۔ اس کی وجہ غالباً یہی ہے کہ یہ راشدی مرحوم کے متفرق مضامین پر مشتمل ہے جنھیں مرتب نے مصنف کی وفات کے بعد ترتیب دیا۔ چونکہ اصل مواد میں تبدیلی ممکن نہ تھی لہٰذا تحریر میں مکمل ربط بھی پیدا نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ''پاکستان اسکیم''، تحریکِ پاکستان کے سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے جس کا مطالعہ محققین اور تاریخِ پاکستان سے دل چسپی رکھنے والے افراد کے لیے مفید ہو گا۔

کتاب کی طباعت اور کتابت درمیانے درجے کی ہے اور سرورق بھی زیادہ متاثر کن نہیں ہے۔

---

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

افسانہ

محمد بلال

سزاے موت

گندے نالے میں اپنی پندرہ سالہ بیٹی ثمینہ کی نیم برہنہ لاش دیکھی تو چوکیدار شیر محمد کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ دو دنوں سے لاپتا بیٹی اس حالت میں ملے گی، اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔ وہ دوسرے ہی لمحے بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔

جب شیر محمد کو ہوش آیا تو اس کی بیٹی کا پوسٹ مارٹم ہو چکا تھا۔ رپورٹ کے مطابق ثمینہ کے ساتھ ایک سے زائد افراد نے زیادتی کی اور پھر ہاتھ پاؤں باندھ کر، منہ میں کپڑا ٹھونس کر اس کی شہرگ کاٹ دی تھی۔

شیر محمد کو جب رپورٹ کی تفصیل معلوم ہوئی تو اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کے بجائے خون اتر آیا۔ شیر محمد کا جی چاہ رہا تھا کہ وہ مجرموں کو کسی مشین میں ڈال کر ان کا خون نچوڑ دے۔ لیکن شیر محمد خود کیا کر سکتا تھا۔ وہ مجرموں کو پکڑنے کے لیے پولیس کے سامنے چلایا۔ کھلی کچہری میں جا کر رویا۔ لیکن کئی مہینے گزر گئے، مجرموں کا کوئی سراغ نہ ملا۔ شیر محمد کا خون کھول کھول کر ٹھنڈا پڑ گیا۔ اس کی بیوی کے آنسو بہ بہ کر ختم ہو گئے۔

ایک رات شیر محمد لائبریری کے گیٹ کے پاس کھڑا اپنی ڈیوٹی انجام دے رہا تھا۔ لائبریری کے ہال میں ایک سیمینار ہو رہا تھا۔ سیمینار کا موضوع ''سزاے موت'' تھا۔ رات کی خاموشی کی وجہ سے تقریروں کی آواز شیر محمد کو بھی سنائی دے رہی تھی۔ تقریروں میں بار بار مجرموں کا ذکر ہو رہا تھا۔ شیر محمد کا دھیان بار بار ثمینہ کے مجرموں کی طرف جا رہا تھا۔

ایک مقرر بول رہا تھا:

''موت کی سزا ایک غیر انسانی سزا ہے۔ اس کو فوراً ختم کر دینا چاہیے۔ بہت سے ترقی یافتہ ممالک یہ کام کر چکے ہیں۔ دراصل سزاے موت جمہوری ثقافت کے منافی ہے۔ سزاے موت انسانی حقوق کے خلاف ہے۔

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

میں دیکھ رہا ہوں کہ سب سے بڑی ناانصافی عدالتوں میں ہو رہی ہے۔ مجرم جب کوئی جرم کرتا ہے تو وہ اپنے ہوش و حواس میں نہیں ہوتا۔ لیکن ایک عدالت اپنے پورے ہوش و حواس میں اسے قتل کرواتی ہے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ موت زندگی کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہے۔ لیکن ہم لوگوں میں احساسِ زیاں ہے ہی نہیں۔''

شیر محمد کے ذہن میں قصاص کا لفظ آیا.....اس کے ساتھ ہی ثمینہ کا خیال ابھرا.....اس کے اندر آتش فشاں کا لاوا پکنے لگا.....اس کے سر کی نسیں پھٹنے لگیں۔

اُدھر وہ مقرر مسلسل بول رہا تھا:

''مجرموں سے نفرت نہ کریں۔ ان کے مسائل سمجھیں۔ ان کی اصلاح کریں۔ مجرم بے چارہ کسی ذہنی اذیت یا کرب کا شکار ہو کر جرم کرتا ہے۔ اس لیے مجرم کی نفسیاتی حالت کو سمجھنے کی کوشش کریں...''

اِدھر شیر محمد کی آنکھوں کے سامنے کبھی اپنی ثمینہ کی نیم برہنہ لاش آ رہی تھی اور کبھی اس کے مجرموں کے بھیانک سیاہ ہیولے رقص کرتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ شیر محمد کو ایسے محسوس ہوا جیسے وہ مقرر اس کی بیٹی کی لاش کی جانب پشت کر کے اس کے مجرموں کو گلے لگا رہا ہے۔ انھیں پیار کر رہا ہے۔..... شیر محمد کے جذبات اس کے قابو سے باہر ہو رہے تھے۔

اُدھر مقرر مسلسل مجرموں کی حمایت میں بول رہا تھا۔ اِدھر شیر محمد کے اندر پکتا ہوا لاوا پھٹ پڑا۔ وہ یکایک دانت پیستا ہوا ہال کے اندر داخل ہوا۔ اسٹیج پر چڑھا، اُس مقرر کو اس کی ٹائی سے پکڑ کر فرش پر گرایا اور اس کے پیٹ پر بیٹھ کر اسے بری طرح مارنے لگا۔ لوگوں نے شیر محمد کو پکڑ کر مقرر سے الگ کیا اور اسٹیج سے اتار دیا۔ مقرر جب فرش سے اپنے پھٹے ہوئے کپڑوں کے ساتھ اٹھا تو اس نے شیر محمد کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا اور ''درندے'' کہتا ہوا مارنے کے لیے اس کی طرف بڑھا، مگر لوگوں نے اسے پکڑ کر بے بس کر دیا۔ اس کے باوجود وہ آگ بگولہ ہو کر اچھل اچھل کر مسلسل چلا رہا تھا۔

''میں اس درندے کو زندہ نہیں چھوڑوں گا.....زندہ نہیں چھوڑوں گا.....اس کو اتنی جرأت کیسے ہوئی .....چھوڑ دو مجھے.....زندہ نہیں چھوڑوں گا اسے.....۔''

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

حمد
ضیاء الدین نعیم

حمد ربِ ذوالجلال

ہے داد رَس ، فریاد رَس ، اللہ بس اللہ بس
اے ہم نشیں ، اے ہم نفس ، اللہ بس اللہ بس
پیدا کیا کس نے یہ سب ؟ ہے کون جو سب کا ہے رب ؟
کہنا پڑے بے پیش و پَس ، اللہ بس اللہ بس
جب چاہے جو پیدا کرے، جب چاہے جس کو موت دے
ہے کِس میں یہ بل ، کِس میں گس ، اللہ بس اللہ بس
سوچو تو اک نکتہ ذرا ہے ، حکم سے کس کے بھلا ؟
پھولوں میں خوش بو ، پھل میں رس ، اللہ بس اللہ بس
کس کے حُدی پر ہے رواں ، یہ زندگی کا کارواں
آوازِ دل ، صوتِ جرس ، اللہ بس اللہ بس
انسان منکر ہے تو ہو ، اقرار کرتی ہے سنو
اس جسم کی ایک ایک نَس ، اللہ بس اللہ بس
درَ درَ پھرا ، رسوا ہوا ، جب شرک میں تھا مبتلا
لب پر نعیمؔ اب ہے یہ بس ، اللہ بس اللہ بس

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

خیال و خامہ

جاوید

O

اے کاش ، کبھی سنتے معنی کی خبر لائی   الفاظ کے پیچوں سے انساں کی شناسائی
کیا رنگ دکھائے گی خرمن میں یہ چنگاری   ہر شخص ہے بستی میں خاموش تماشائی
اجڑے ہوئے خیموں کے خونابۂ مژگاں سے   آتی ہے تمدن کی تعمیر میں رعنائی
پھر شہرِ ملامت کے ہر کوچہ و منزل میں   مجروحِ تماشا ہے آشفتہ تنہائی

میرے لیے کافی ہے ویرانۂ دل میرا
افلاک سے بڑھ کر ہے اس دشت کی پہنائی

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"